Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴ فون ۴۴۹

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

روزنامہ

الفضل ربوہ

سیرۃ خاتم النبیین نمبر

یوم جمعۃ المبارک

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

نمبر ۵۹	۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ ۔ ۱۲ امان ۱۳۵۵ ہش ۔ ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء	جلد ۶۵/۳۰

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لَهُ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيهِ أَبْحُرٌ

(آنحضرتؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے)

وَفِي كُلِّ أَقْوَامٍ ظَلَامٌ مُدَمِّرٌ ۔۔۔ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ بَدْرٌ مُنَوِّرٌ
اور سب قوموں میں ہلاک کرنے والی تاریکی ہے۔ اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود روشنی دینے والا چودھویں رات کا چاند ہے

وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِي ۔۔۔ وَمِنْ ذِكْرِهِ الْأَحْلَى كَأَنِّي مُثْمِرٌ
اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان کی جان ہیں اور آپ کے میٹھے ذکر سے میں ثمر دار ہوا ہوں

وَلَيْسَ طَرِيقُ الْهُدَى إِلَّا اتِّبَاعَهُ ۔۔۔ وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَيْرَهُ فَيُتَبَّرُ
آپؐ کی پیروی کے سوا ہدایت کا کوئی اور رستہ نہیں۔ اور جس شخص نے اس کے بغیر اور کچھ کہا وہ ہلاک ہوگا

وَوَاللهِ إِنَّ كِتَابَنَا بَحْرُ الْهُدَى ۔۔۔ وَتَاللهِ إِنَّ نَبِيَّنَا مُتَبَحِّرٌ
اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہماری کتاب یعنی قرآن کریم ہدایت کا سمندر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارا نبیؐ کثیر العلم ہے

وَيَبْقَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِينُهُ ۔۔۔ لَهُ مِلَّةٌ بَيْضَاءُ لَا تَتَغَيَّرُ
آپؐ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ اور آپؐ کی ملتِ بیضا کبھی تغیّر پذیر نہیں ہوگی

لَهُ دَرَجَاتٌ لَا شَرِيكَ لَهُ بِهَا ۔۔۔ لَهُ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيهِ أَبْحُرٌ
آپؐ کے بلند درجات میں آپؐ کا اور کوئی شریک نہیں اور آپؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے

أَلَا مَا هَرَفْنَا فِي ثَنَاءِ رَسُولِنَا
خبردار! ہم نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں مبالغہ نہیں کیا

لَهُ رُتْبَةٌ فِيهِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ
آپؐ کا رتبہ ایسا بلند ہے کہ اس میں تمام مدح ختم ہو جاتی ہے

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مؤرخہ ۱۲ر امان ۱۳۵۵ھش

۱۲ر مارچ ۱۹۷۶ء

محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں!

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اُس کا احسان ہے کہ ہم سچے اور حقیقی ایمان کے طفیل اُس النبیؐ کی اُمّت ہیں جو تمام سلسلۂ نبوّت میں سب سے افضل و اولیٰ نبی، حیاتِ جاودانی کا حامل نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی ہے۔ جو نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر اور کل پیغمبروں اور مرسلوں کا سرتاج ہے ــــ وہ ہیں ہمارے آقا و مولیٰ ہمارے ہادی و رہنما، ہمارے رہبر و مقتدا حضرت خاتم الانبیاء، امامِ ہر دو سرا، سیّدنا محمّد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔

جملہ انبیاءؑ میں سے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی منفرد طور پر خاتم النبیّین کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، آپؐ ہی کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک قائم و دائم رہنے والی اکمل ترین شریعت کا حامل بنایا ہے جس کے ساتھ قیامت تک رونما ہونے والے جملہ بنی نوعِ انسان کی نجات وابستہ ہے، آپؐ ہی کی پیروی اور اتباع کو اُس نے اپنی رضاء اور محبت کے حصول کے لئے لازمی قرار دیا ہے، آپؐ ہی کو اُس نے انسانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ عالمین اور ان میں پائی جانے والی کل اشیاء کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپؐ ہی کو اُس نے ہر زمانہ کی ظلمتوں کو دور کرنے اور اُسے نورِ خداوندی سے معمور کرنے کے لئے سراج منیر بنایا ہے، آپؐ ہی کو اُس نے اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی ہے، آپؐ ہی کو اُس نے انسانِ کامل قرار دے کر اس کا یہ ثبوت دیا ہے کہ آپؐ کو ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کا مصداق ٹھہرایا ہے، آپؐ کے کلام کو اُس نے اپنے کلام سے، آپؐ کے ظہور کو اپنے ظہور سے اور آپؐ کے آنے کو اپنے آنے سے تشبیہ دی ہے اور آپؐ ہی کے متعلق لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کہہ کر آپؐ کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اور انسانی فہم و ادراک سے بالا مقام کی نشاندہی فرمائی ہے، اِسی لئے آپؐ کا وجودِ باجود سب نبیوں سے بڑھ کر فیض رساں ہے اور اسی لئے آپؐ قیامت تک کے لئے نوعِ انسان کے واسطے سرچشمۂ فیض ہیں۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا تا قیامت جاری رہنا اور آپؐ کی پیروی اور اتباع کی برکت سے آپؐ کے روحانی فرزندوں میں سے ہر زمانہ میں نفوسِ عالیہ کا پیدا ہونا اور ان کا تازہ بتازہ نشانوں کے ذریعہ سے آپؐ کی صداقت کو دنیا پر آشکار کر کے اِس امر کا ثبوت دینا کہ جملہ انبیاء میں سے صرف اور صرف آپؐ کو تا قیامت سرچشمۂ فیض ہونے کے باعث حیاتِ جاودانی عطا کی گئی ہے، بجز آپؐ کے اَور کوئی نہیں جس کا فیض اِس رنگ میں جاری ہو اور جس کی پیروی اور اتباع سے کوئی روحانی مرتبہ مل سکتا ہو ــــ یہ وہ انتہائی رفیع الشان مقام ہے جو سلسلۂ انبیاء میں سے صرف سیّدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے اور لاریب یہ وہ خصوصی امتیاز ہے جو جملہ انبیاء علیہم السلام پر آپؐ کی لازوال فضیلت کا اصل مدار علیہ ہے۔ اِسی لئے آپؐ کے عظیم روحانی فرزند حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے آپؐ کی اِس لازوال فضیلت کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں، ایک وہ زندگی جو خود خدائے حیّ و قیوم مبداءِ فیض کی زندگی ہے، دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے۔"

(تریاق القلوب صـ۱۲)

اور پھر اس کا حتمی اور یقینی اور سراسر ناقابلِ تردید ثبوت پیش کرتے ہوئے آپ نے مزید رقم فرمایا:۔

"ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالبِ حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک (آنحضورؐ کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کی کامل پیروی اور اتباع کی برکت سے) ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے ..... جہاں تک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس اُمّت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اِس کے بے شمار انوار اور برکات نے خدا تعالیٰ کو قریب کر کے دکھلا دیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے شرمندہ نہیں۔"

(کتاب البریہ صـ۹۱، ۹۲)

اور پھر خود حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تا قیامت فیض رسانی کے ایک ثبوت کے طور پر فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْل کہ میری اُمّت کے علماءِ حق مرتبہ اور مقام میں انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہوں گے اور پھر آخری زمانہ میں اپنے ایک عظیم روحانی فرزند کے مبعوث ہونے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اُمّت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اِس آخری زمانہ میں خود آپؐ کی اپنی بشارت کے بموجب جب آپؐ کا وہ عظیم روحانی فرزند آپؐ کا متبع اور آپؐ کا اُمتی مبعوث ہوا تو اُس نے ایک دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ؛ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں ؛ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

اور پھر دنیا کو اپنے آقا و مطاع کی عظمت و شان اور فہم و ادراک سے بالا مقام سے آگاہ کرتے ہوئے گواہی دی ؎

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں ؛ محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا ؛ خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ صـ۱۵۱ حاشیہ)

یعنی محمدؐ ہی دونوں جہانوں کے امام اور چراغ ہیں، محمدؐ ہی زمین و زماں کے روشن کرنے والے ہیں۔ مَیں خوفِ خدا کی وجہ سے آپؐ کو خدا تو نہیں کہتا مگر خدا کی قسم آپؐ کا وجود اہلِ جہان کے لئے خدا نما ہے۔

الغرض حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا تا قیامت جاری رہنا اور آپؐ کے روحانی فرزندوں کا آپؐ کی پیروی اور اتباع کی برکت سے اعلیٰ روحانی مقامات پر فائز ہو کر آپؐ کی صداقت اور عظمت و جلالتِ شان کا ثبوت دینا آپؐ کی وہ لازوال فضیلت ہے جو پورے سلسلۂ انبیاء میں بجز آپؐ کے اَور کسی کو حاصل نہیں۔

کہنے کو دیگر مذاہب والے بھی اپنے اپنے نبیوں کے مرتبہ و مقام اور شان کے متعلق بڑے بڑے دعوے کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں لیکن اِس رنگ میں ان کے فیض کے اجراء کا ثبوت دینا ان کے بس میں نہیں ہے اور نہ وہ قیامت تک اِس کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں کیونکہ یہ انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام اور یہ شان صرف اور صرف ہمارے آقا و مطاع حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہی عطا کی گئی ہے اور اِس لئے عطا کی گئی ہے کہ جملہ انبیاء میں سے صرف اور صرف آپؐ ہی خاتم النبیّین قرار دیئے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں آفتابِ روحانی اور دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں

آپؐ ہر ایک فیض کا سرچشمہ ہیں آپؐ کو تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی گئی ہے

آپؐ الوہیت کے مظہرِ اتم ہیں آپؐ کا کلام خدا کا کلام اور آپؐ کا ظہور خدا کا ظہور ہے

"وہ انسانِ کامل جو آفتابِ رُوحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۰)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السّلام سے افضل اور بہتر تھے یہاں تک کہ آپؐ پر سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالاتِ نبوت آپؐ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

"ہم اپنی پوری تحقیق کی رُو سے (آپؐ کو) سیّد المعصومین اور ان پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے۔ اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے۔" (آریہ دھرم صفحہ ۸۱، صفحہ ۸۲)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم الوہیت ہیں۔ ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور آن کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں اِس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اِس جگہ اللہ جلّ شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرتؐ ہیں اور باطل سے مُراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو کیونکر شامل کر لیا ہے۔ اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اُس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں اور اُس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی۔ اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سُورۃ آلِ عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان خاتم الرسل پر جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرتؐ کا اقرار کرتے آئے ہیں۔" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۹ تا صفحہ ۲۳۲ حاشیہ)

"وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوٰی کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اِس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعے سے اور اس کے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعے سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دُھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵، صفحہ ۱۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

نعتیہ کلام حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

در دلم جوشد ثنائے سرورے ❁ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
میرے دل میں اُس سردار کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار ❁ آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابرِ بہار ہے اور فیض و عطا میں ایک سُورج ہے

آں رحیم و رحمِ حق را آیتے ❁ آں کریم و جودِ حق را مظہرے
وہ رحیم ہے اور رحمتِ حق کا نشان ہے وہ کریم ہے اور بخششِ خداوندی کا مظہر ہے

آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است ❁ صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
وہ ایسا روشن ضمیر ہے جس نے روشن کر دیا سینکڑوں سیاہ دلوں کو ستاروں کی طرح

از بنی آدم فزوں تر در جمال ❁ وز لآلی پاک تر در گوہرے
وہ تمام بنی آدم سے بڑھ کر صاحبِ جمال ہے اور آب و تاب میں موتیوں سے بھی زیادہ روشن ہے

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ ❁ در دلش پُر از معارف کوثرے
اُس کے مُنہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اُس کے دل میں معارف سے پُر ایک کوثر ہے

آں چراغش داد حق کش تا ابد ❁ نے خطر نے غم ز بادِ صرصرے
حق نے اُس کو ایسا چراغ دیا ہے کہ تا ابد اُسے ہوائے تُند سے کوئی خوف و خطر نہیں

عاشقِ صدق و سداد و راستی ❁ دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے
وہ صدق، سچائی اور راستی کا عاشق ہے مگر کذب، فساد اور شر کا دشمن ہے

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید ❁ کس ندیدہ در جہاں از مادرے
وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں ❁ گر فتد کس را براں خوش پیکرے
ابدی کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر اُس پیکرِ حُسن پر پڑ جائے

یادِ آں صورت مرا از خود برد ❁ ہر زماں مستم کند از ساغرے
اُس کی یاد مجھے بیخود بنا دیتی ہے وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر ❁ زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے
وہ اُمّی ہے مگر علم و حکمت میں بے نظیر ہے۔ اِس سے زیادہ اُس کی صداقت پر اور کیا دلیل ہوگی؟

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال ❁ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
اُس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اِس لئے یقیناً اُس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں ❁ رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے
وہ ہر مُلک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے

آں خداوندش بداد آں شرع و دیں ❁ کاں نگردد تا ابد متغیّرے
اُس خدا نے اُسے وہ شریعت اور دین عطا کیا جو کبھی بھی تبدیل نہ ہوگا

او چہ مے دارد بمدحِ کس نیاز ❁ مدحِ او خود فخرِ ہر مدحت گرے
اُسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے اُس کی مدح ہر مدحت گر کے لئے باعثِ فخر ہے

ہست او در روضۂ قدس و جلال ❁ واز خیالِ مادحاں بالاترے
وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں متمکن ہے اور تعریف کرنے والوں کے وہم سے بالاتر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم اور جاودانی زندگی کے حامل ہیں

آدمؑ سے لیکر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوئے اور ہوں گے وہ سب آپ کے زیرِ احسان ہیں

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم ہیں۔ ہر نبی جو دُنیا کی طرف مبعوث ہوا اور ہر وہ بزرگ متبع جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال کو قائم کیا وہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق مظہرِ صفاتِ باری تعالیٰ بنا لیکن وہ ایک ہی تھے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنہوں نے پُورے طور پر اپنے وجود میں ان صفاتِ باری کو جذب کیا اور پھر اپنے وجود سے انہیں ظاہر کیا یعنی جن صفات کا تعلق اِس عالمین سے ہے آپؐ اُن کا مظہر بنے۔ ہمارے نزدیک یہی ایک وجود ہے جسے حقیقی اور کامل عرفانِ شئونِ باری عطا ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہرِ اتم ٹھہرے اور پھر اس مقامِ محمدیت سے فیوض کی جو مختلف نہریں نکلتی ہیں، اس نورِ مجسم سے نور کے جو مختلف ستون رُوحانی آسمانوں کی بلندیوں کی طرف اُٹھتے ہیں ان کے ہی مختلف جلوے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ اور چونکہ آپؐ صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم تھے اس لئے ایک طرف اللہ تعالیٰ سے آپؐ کا پختہ تعلق تھا اور دوسری طرف آپؐ کا جو تعلق اس کے بندوں سے بنی نوع انسان سے تھا وہ بھی اتنا پختہ اور اتنا وسیع تھا اور اتنا عمیق تھا کہ ہمیں کوئی انسان اس میں آپؐ کا مقابلہ کرتا نظر نہیں آتا۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غم خواری ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہمیں آپؐ کی ذات میں نظر آتی ہے۔ آپؐ نے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی جو آپؐ کے گرد آپؐ کے زمانہ میں رہتے تھے۔ جو پروانوں کی طرح آپؐ کے نُور کے ساتھ لپٹے رہتے اور آپؐ کی محبت میں آپؐ کے وجود کی چمک دیکھ کر آپؐ کے اس روحانی وجود کے گرد طواف کرتے رہتے تھے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی اور ان کی ضرورتوں ہی کو نہیں سمجھا اور صرف ان کو ہی پورا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہرِ اتم اُس وقت سے بنا دیا تھا کہ ابھی آدم اِس دُنیا میں وجود پذیر نہیں ہوا تھا اور اُس وقت سے لیکر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوئے ان سب پر آپؐ کی نگاہِ کرم تھی اور ان کی ضرورت کے مطابق آپؐ کا احسان ان لوگوں پر تھا۔

حضرت آدمؑ کے زمانہ میں اُس وقت کی انسانی صلاحیت کے مطابق قرآنِ عظیم کا ایک حصہ انہیں عطا ہوا اور جب انسان نے رُوحانی ترقی کے مزید مدارج طے کر لئے تو حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ان کے زمانے کے مطابق اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں اُن کی ضرورت کے مطابق اور حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں انکی قوم کی اس زمانے کی صلاحیت کے مطابق انہیں قرآن کریم کے حصے ملے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی آنکھ نے ان کے لئے جس چیز کی ضرورت محسوس کی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حکم سے وہی چیز اُن کو عطا کر دی۔ آپؐ کی یہ مظہریت اتنی اتم اور اکمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپؐ کے وجود کو ظلّی طور پر اپنا وجود ہی قرار دیا اور فرمایا

"قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۖ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا" (بنی اسرائیل آیت ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے جَآءَ الْحَقُّ میں اَلْحَقُّ سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بھی ہے اور قرآن کریم کی شریعت و ہدایت بھی ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہونے کے نتیجہ میں ہر پہلے اور پچھلے پر نظر رکھتے ہیں اور ان کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرآن کے وہ حصے اُن کو باذنِ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملتے رہے جو اُن کے مناسب حال تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس عظیم شان کے تھے ہمارے محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ لوگ جنہیں حقیقتِ محمدیہ کا عرفان عطا ہوا جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاودانی حیات ملی ہے۔ ایک زندہ نبی، خدا کا پیارا نبی صرف ہمارا نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر ہی ہے جسے دُنیا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جانتی ہے"

(الفضل ۷ مئی ۱۹۷۱ء صفحہ ۲، صفحہ ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اے حبیبِ ربِّ رحمٰن آپؐ پر لاکھوں سلام
رہنمائے نوعِ انساں آپؐ پر لاکھوں سلام
یا محمد مصطفےٰؐ یا رحمۃٌ للعالمیں
یا انیسِ دردمنداں آپؐ پر لاکھوں سلام
آپؐ نے تشریف لا کر دین کامل کر دیا
موردِ آیاتِ قرآں آپؐ پر لاکھوں سلام
نازشِ موسیٰؑ و عیسیٰؑ شانِ ابراہیمؑ و نوحؑ
فخرِ داؤدؑ و سلیمانؑ آپؐ پر لاکھوں سلام
مسجدِ اقصیٰ میں سب نے اقتدا کی آپؐ کی
اے شہنشاہِ رسولاں آپؐ پر لاکھوں سلام
آپؐ کے انوار سے ہے بزمِ ہستی تابناک
تاجدارِ بزمِ امکاں آپؐ پر لاکھوں سلام
پاک صورت، پاک سیرت، پاک خصلت، پاک ذات
مظہرِ انوارِ سبحاں آپؐ پر لاکھوں سلام
آپؐ کی ذاتِ مبارک بے عدیل و بے مثال
خاصۂ خاصانِ یزداں آپؐ پر لاکھوں سلام
آپؐ کی رحمت سے ہے ہر جنّ و انساں بہرہ ور
مخزنِ الطاف و احساں آپؐ پر لاکھوں سلام
ملجاؤ ماوائے مظلوماں شفیعِ عاصیاں
نورِ عینِ ہر مسلماں آپؐ پر لاکھوں سلام
ہم غلاموں پر بھی ہو لطف و کرم کی اک نظر
میرِ میراں شاہِ شاہاں آپؐ پر لاکھوں سلام
آسرا بعدِ خدا صدّیق کا ہیں آپؐ ہی
دستگیرِ ماغریباں آپؐ پر لاکھوں سلام

(محمد صدّیق امرتسری ایم۔اے)

فخرِ موجوداتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ فخرِ موجوداتِ عالم ٭ محمدؐ وجہِ تخلیقِ جہاں ہے
محمدؐ سا نہیں کوئی جہاں میں ٭ محمدؐ ہی دلیلِ کُن فکاں ہے
اگر اس میں کسی کافر کو شک ہے ٭ بتائے کون بہتر ہے کہاں ہے
محمدؐ کی غلامی صد مبارک ٭ محمدؐ ہی شہِ کون و مکاں ہے

(صوفی محمد اسحٰق سابق مبلغ افریقہ)

قطعات:-

مرے خلوص کی تسبیح ہے درود و سلام

میں اپنی روح سے دل سے زباں سے آنکھوں
حریمِ ناز کے جلووں سے پیار کرتا ہوں
مرے خلوص کی تسبیح ہے درود و سلام
میں اپنی سانس کے دانے شمار کرتا ہوں

ضیائے حسنِ حرا کی کرن، بس ایک کر
کھلا گئی ہے مرے ذہن و دل میں سرو و سم
بس ایک قطرۂ بحرِ کمالِ جود و سخ
بدل گیا ہے گلستاں سے کوہ و دشت و د

ہر ایک بات خرد کے لئے ہے مشعلِ راہ
ہر اک اشارے میں عشق و جنوں کی راہبری
اگر حضورؐ سے ملتا نہ آگہی کا سبق
کبھی نہ اُٹھتے مرے پردہ ہائے بے خبری

مرے خدا مجھے توفیق دے کہ تا دمِ مرگ
ترے حبیبؐ کی رحمت جہاں میں عام کرو
ترا پیام کہ جس کے پیامبر تھے و
اسی پیام کا دنیا میں اہتمام کرو

حرم سے میری وفا ہو خلوص کی قندیل
میں رہگذارِ محبت کا شہسوار رہوں
نقوشِ پائے محمدؐ ہوں سجدہ گاہ مری
انہیں نقوش پہ میں عمر بھر نثار رہوں

سکون ملتا ہے دل کو انہیںؐ کے نام کے ساتھ
جبھی تو لی ہیں سزائیں بھی احترام کے ساتھ
مجھے کبھی کوئی ظلمت ڈرا نہیں سکتی
حسیں سحر کا تصوّر ہے میری شام کے ساتھ

نسیم سیفی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم آزادیٔ ضمیر کے سب سے بڑے علمبردار تھے

اسلامی عقائد اور تاریخِ نبوی آزادیٔ ضمیر پر مبنی ہیں!

(محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری)

انسان کی تدریجی ترقی

کائناتِ عالم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سلسلہ ایک بلند مقصد کی خاطر جاری کیا گیا ہے اور اس کائنات میں مرکزی نقطہ انسان کا وجود ہے۔ انسانی نشوونما تدریج کا تقاضا کرتا ہے۔ بچہ نہایت کمزور حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے جسمانی قویٰ بہت کمزور ہوتے ہیں لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ تدریجی طور پر طاقت حاصل کرتے جاتے ہیں اور ایک دن وہی نحیف بچہ ایک تنومند جوان بن جاتا ہے یہی الٰہی تقدیر انسانی دماغ کی قوتوں کے بارے میں ہے وہ بھی آہستہ آہستہ پنپتی ہیں اور ایک دن ایسا آجاتا ہے کہ وہ بچہ جو معمولی سی بات بھی سمجھ نہیں سکتا تھا بڑے بڑے دقیق مسائل اور باریک نظریات سمجھنے لگتا ہے بلکہ ان کا موجد بن جاتا ہے۔

کائناتِ عالم میں انسان کا یہ مقام اسے اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے اور وہ ساری کائنات کو مسخّر کرنے والا بن جاتا ہے۔ انسان کا یہ تدریجی ارتقاء اس کے اخلاق اور روحانیت میں بھی واقع ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں آخر کار انسان مقصدِ تخلیقِ انسانیت کو حاصل کر لیتا ہے اور اپنے ربّ کا حقیقی عبد بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان اس مقصد کو حاصل کرے اور اس بلند مقام پر سرفراز ہو۔ وہ فرماتا ہے:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

کہ انسان کی پیدائش کا عظیم مقصد اس کا مقامِ عبودیت پر پہنچنا ہے۔

انسانیت کا طرّۂ امتیاز

اللہ تعالیٰ نے انسان میں استعدادیں اور قوتیں رکھ دی ہیں اور ان کے کامل نشوونما کے لئے ذرائع مقرر کر دیئے ہیں۔

مخلوقات میں انسان خود مختار وجود ہے یعنی نیکی اور بدی کے کرنے کا اسے اختیار بخشا گیا ہے اس لئے اسے آزادی عطا ہوئی ہے اور اسے اپنے اچھے یا بُرے کاموں کے لئے جواب دِہ ٹھہرایا گیا ہے اور یہی انسانی ترقی کا مرکزی نقطہ ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی ان طاقتوں کو صحیح یا غلط طور پر استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے اور اگر اس سے یہ حق چھین لیا جائے تو وہ جواب دہی کی ذمہ داری سے بھی آزاد ہو جاتا ہے جو کام انسان کو مجبور کر کے اس سے کرایا جائے عقل اور قانون کی رُو سے وہ اس کے لئے جواب دِہ نہیں ہوتا اور اسے اس امر کے بدلے میں جزاء و سزا کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس انسان کی آزادیٔ عمل اس کی انسانیت کا طرّۂ امتیاز ہے اور آزادیٔ عمل آزادیٔ ضمیر کا نتیجہ ہوتی ہے اس لئے جواب دہی صرف اسی مخلوق پر عائد ہوتی ہے جسے آزادیٔ ضمیر حاصل ہے اور اسی کے بدلے میں وہ اپنے عمل میں آزاد ہے۔

عقل اور الہام و نبوّت

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعلیٰ اخلاق اس کی بلند روحانیت اور اس کے تعلق باللہ کے لئے اسے اس کیفیت میں پیدا کیا ہے کہ وہ خود اپنی عقل کی رُو سے اپنے لئے ایک راستہ تجویز کرتا ہے اور اس پر گامزن ہو جاتا ہے۔ انسانی عقل دنیوی امور میں بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد تجربہ کے نتیجہ میں ایک اچھے راستہ کو معلوم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر رحم فرما کر اس کے اصل مقصدِ زندگی کی راہنمائی کے لئے خود اپنے پاس سے انتظام فرما دیا یعنی عقل کے ساتھ الہام کا دروازہ بھی کھول دیا اور بیرونی طور پر ایسے برگزیدہ انسان مبعوث فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے خاص قُرب کو پانے والے ہیں اور جنہیں اس نے دوسرے انسانوں کی راہنمائی کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ برگزیدہ لوگ اصطلاح میں انبیاء کہلاتے ہیں۔

انبیاء کا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ جب جب انسان کو اُن کی راہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں مبعوث فرما دیتا ہے۔ بعض نبی نیا قانون اور نئی شریعت لے کر آتے ہیں جو سابقہ شریعت کی جگہ قائم ہوتی ہے اور بعض انبیاء کوئی نئی شریعت نہیں لاتے لیکن سابقہ شریعت کی وضاحت اور اس کی حکمتوں کا بیان اُن کے ذمّہ ہوتا ہے تاکہ لوگ بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ سابقہ شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہو جائیں۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن اعظم

ہمارے نبی ہمارے سیّد و مولا صلی اللہ علیہ وسلم ساری نسلِ انسانی کی کامل اور دائمی راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ایک کامل شریعت عطا فرمائی جو ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے اور نسلِ انسانی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والی ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن سب نبیوں کے مشن سے بڑا مشن ہے اور آپؐ کی دعوت ساری نسلِ انسانی کے لئے ہے۔ آپؐ نے جو عقائد اور نظریات پیش فرمائے وہ نہایت معقول اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہر ایک دعوے کی دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ جو اعمال بجا لانے کے لئے آپؐ نے حکم دیا اور جن اوامر کی تعمیل آپؐ کی شریعت میں ضروری قرار پائی وہ سب انسانوں کے لئے فائدہ بخش اور ان کی دینی اور دنیوی منفعت کا موجب ہیں اس لئے آپؐ نے ساری نسلِ انسانی کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہوئے بار بار اپیل فرمائی کہ لوگو! اپنی آزاد ضمیر کے مطابق عقل اور فکر سے کام لے کر ان عقائد کو قبول کرو اور ان اعمال کو بجا لاؤ۔

جب آپؐ نے مکّہ میں توحید کی منادی کی تو مشرکینِ مکّہ نہایت برافروختہ ہوئے اور انہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے [illegible] ساتھیوں کو خوفناک اذیتیں پہنچائیں۔ آپؐ نے مکی زندگی کے تیرہ سال نہایت تکلیف میں گذارے مگر آپؐ نے لوگوں سے ہمیشہ یہی اپیل کی کہ وہ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر عقل سے غور کریں تب ان پر حق کھل جائے گا اور ان کی ضمیر انہیں اس تعلیم کے ماننے پر توجہ دلائے گی۔

حضرت خاتم النبیّینؐ اور آزادیٔ ضمیر

جہاں تک رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آزادیٔ ضمیر کے قیام کا سوال ہے تو اس بارے میں میں چار باتیں ذکر کرتا ہوں:-

اوّل یہ کہ آپؐ نے جو تعلیم پیش کی اور جن عقائد کی طرف لوگوں کو بلایا وہ اپنی ذات میں مطابقِ فطرت اور قابلِ قبول ہیں ان کے منوانے کے لئے کسی قسم کے جبر و تشدد کی ضرورت نہیں ہے۔ عقیدۂ توحید کو منوانے کے لئے کسی جبر کی احتیاج نہیں ہے اس کے عقلی دلائل نہایت واضح ہیں۔ یہی حال دوسرے اسلامی عقائد کا ہے۔

دوم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اپنی تعلیم کی رُو سے اور اپنے عمل کی رُو سے اسی نہج پر گزری ہے کہ دین کے منوانے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔

قرآن مجید میں صریح ارشادات ہیں۔

۱۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (بقرہ ع۳۴) کہ دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں کیونکہ ہدایت گمراہی سے بالکل کھل گئی ہے۔

۲۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (یونس ع۱۰) اگر تیرا رب جبر کرنا چاہتا تو سب لوگ مومن ہو جاتے۔ جب اس نے ایسا نہیں کیا تو اے رسول! کیا تُو لوگوں پر جبر کرے گا کہ وہ مومن بن جائیں؟

۳۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (کہف ع۴) اے رسول! تو اعلان کر دے کہ یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے صداقت ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

۴۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ (توبہ ع۱) کہ اگر کوئی مشرک آپؐ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ کلامِ الٰہی سن لے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دو۔ یہ لوگ ابھی جانتے نہیں۔

ان آیات اور ایسی ہی دوسری آیات سے ثابت ہے کہ اسلامی تعلیم آزادیٔ ضمیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی داعی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں متعدد مثالیں اِس امر کی موجود ہیں کہ اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کسی سے ایسی حرکت سرزد ہوئی جس میں دین کے بارے میں اِکراہ کا کوئی شائبہ بھی نظر آتا ہو تو آپ نے اس فعل پر فوراً اظہارِ ناراضگی فرمایا اور آئندہ کے لئے اس فعل کے اعادہ کو سختی سے روک دیا تا آزادیٔ ضمیر قائم رہے۔

معاہداتِ نبویؐ اور آزادیٔ ضمیر

سوم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین سے جو معاہدات کئے ہیں وہ ایک تاریخی حقیقت ہیں ان میں آپؐ نے ہمیشہ مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر کا حق سب کو دیا ہے۔ مدینہ شریف میں ہجرت کے بعد یہود اور اوس و خزرج وغیرہ سے جو معاہدہ ہوُا جسے کتبِ تاریخ میں میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے اس میں صاف تحریر ہے کہ تمام فریق اپنے اپنے مذہب کے بارے میں آزاد ہوں گے یعنی کسی کو دباؤ اور جبر سے تبدیلیٔ مذہب کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا۔

پھر صلح حدیبیہ کا معاہدہ اِس بات کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مذہب کے بارے میں آزادیٔ ضمیر کے علمبردار تھے۔ اِس معاہدہ میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ارتداد اختیار کر کے کفار میں شامل ہو جائے گا تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا البتہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہو جائے گا اور مدینہ میں چلا جائے گا تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ بظاہر یہ شرط مسلمانوں کے سخت خلاف ہے مگر اس میں بھی وہی جذبہ ہے کہ اسلام جب دل میں داخل ہو جاتا ہے تو اسے کفار کے جبر و تشدد سے نکالا نہیں جا سکتا۔ آزادیٔ ضمیر واقعات کی روشنی میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے جس کی تفصیل کے لئے بہت صفحات درکار ہیں۔

قیامت پر ایمان اور آزادیٔ ضمیر

چہارم۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بعد قیامت پر ایمان لانے پر زور دیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
هَادُوْا وَالصَّابِئِیْنَ
وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسَ
وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اِنَّ اللّٰهَ
یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ
(الحج ع ۲)

کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنوں یہودیوں عیسائیوں، صابیوں اور مشرکوں میں فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

قرآنِ مجید میں اِس مضمون کی بیسیوں آیات ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا وجود اِس لئے بھی ضروری ہے کہ مختلف اہلِ مذاہب میں صحیح اور آخری فیصلہ کیا جائے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ ہر اہلِ مذہب اپنی مرضی اور آزادی سے اپنے عقائد اور خیالات پر قائم رہنے کا حق رکھتا ہے اِسی وجہ سے قیامت کے روز اسے اپنے عقائد و اعمال کی جوابدہی کرنی پڑے گی اور ان کے مطابق وہ جزاء وسزا کا مستحق قرار پائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مرکزی نقطہ آزادیٔ ضمیر اور عقل و تدبر سے کام لینے کی تلقین ہے۔ عقائد و تعلیمات مدلل اور معقول ہیں اِسی لئے اسلام نے اپنے مخالفین کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ تم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے اور ہماری آیات پر تدبر کیوں نہیں کرتے۔ خود حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اِس بارے میں ایک کھلی کتاب ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ آزادیٔ ضمیر کو اختیار فرمایا اور سب کو اسی کی دعوت دی ہے۔ پھر آپؐ نے عقائد و اعمال کی حکمت اور فلسفہ ایسے واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ جبر و تشدد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر آپؐ نے قیامت کا زبردست عقیدہ ایسے نہج پر بیان فرمایا کہ وہ آزادیٔ ضمیر کے لئے کونے کا پتھر قرار پا گیا۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے بڑھ کر آزادیٔ ضمیر اور حریتِ عقیدہ کے علمبردار ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

رحمِ مجسم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آپؐ تو رحمِ مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپؐ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپؐ کو مل گیا تھا تو آپؐ ان تمام آئمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپؐ کو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے اور اس میں انصاف اور عقل کی رُو سے آپؐ کا پلّہ بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرفِ عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپؐ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں۔ آپؐ نے سب کو چھوڑ دیا۔"

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۵ء)

خاتم الانبیاء ــــــ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

فخرِ کون و مکاں ❊ حاصلِ کُن فکاں
محورِ دوسرا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

غایتِ ارتقا ❊ فکر کی منتہا
ابتدا انتہا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

ماہِ عین الیقیں ❊ شمسِ حق الیقیں
جانِ رُشد و ہدیٰ ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

کانِ عرفانِ حق ❊ جانِ بُرہانِ حق
رُوحِ حق، حق نما ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

شمعِ عرفانِ ما ❊ رُوحِ ایقانِ ما
جانِ جانانِ ما ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

شمعِ ہر انجمن ❊ مرجعِ شش جہت
دافعِ ہر بلا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

مژدۂ لاتخف ❊ شمعِ نصرت بکف
ہر طرف چھا گیا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

عینِ فیضانِ تُو ❊ لُطف و احسانِ تُو
بحرِ جُود و سخا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

اُس کا منکر شقی ❊ بالیقیں دوزخی
یہ ہے سچ بے خطا ❊ مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
خاتم الانبیا
مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

(عبد المنان خالد (سندھی) کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشاعتِ حق میں اخلاقِ محمدی کا حصہ

(محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق رئیس التبلیغ بلادِ عربیہ و افریقہ غربیہ)

دنیا کے اخلاق

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے تمام براعظموں اور سمندروں کی آبادیوں اور آسمانی کتابیں رکھنے والوں اور اپنی عقل کو ہی راہبر بنانے والوں کی حالت کا نقشہ خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف نے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کے الفاظ میں کھینچا ہے۔ یعنی اس وقت خشکی و تری میں ہر قسم کی خرابی واقع ہو چکی تھی اور یہ خرابی ظاہر و باہر تھی جس کے لئے کسی لمبی چوڑی تحقیق و تدقیق اور بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کے ذریعہ مُردوں کو زندگی بخشی جائے اور مُردہ زمین کو پھر وہی استعدادیں اور قوتیں عطا فرما دی جائیں جن سے علم و عقل اور حق و حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں اور زمینی لوگ آسمانی بن جائیں اور انسانیت کا درخت پھر سے سرسبز و شاداب اور ثمر آور ہو جائے اور وہی پہلی سی بہار و رونق روحِ ملت کے اندر پیدا ہو جائے اور آپ نے اپنی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے یہ بھی بیان فرمایا:۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

کہ وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق جو آپ کے تشریف لانے تک نامکمل تھے میں ان کو مکمل کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں!

آپ کے مبعوث ہونے سے قبل کے زمانہ کا نام قرآن شریف میں جاہلیت رکھا گیا ہے جسے ہم اپنے الفاظ میں بے علمی، بے خبری اور بے راہ روی کہہ سکتے ہیں۔ آپ کی قوم جس میں آپ پیدا ہوئے علم و حکمت سے کوئی حصہ نہ رکھتی تھی اور اُمیّون یعنی اَن پڑھ قوم تھی اور سب سے پہلے آپ کے مخاطب یہی لوگ تھے اور پھر باقی دنیا و جہان، کیونکہ آپ کو كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا اور رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ صرف عرب قوم کی اصلاح ہی آپ کا مشن نہیں تھا۔

اخلاقِ محمدی

سب سے پہلے جب آپ پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی اور آپ کو

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝

اور

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝

فرمایا گیا اُس وقت بلحاظ تقاضائے بشریت اور اپنی قوم کے حالاتِ موجودہ کے پیشِ نظر گھبراہٹ اور ہچکچاہٹ کا ہونا ضروری تھا اور آپ نے اس کا اظہار بھی اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے فرمایا۔ لیکن انہوں نے خود اور اپنے ایک بزرگ اور بوڑھے چچا (ورقہ بن نوفل) کے ذریعہ آپ کی تسلی کرا دی اور یہ کہہ کر:۔

"كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ"۔

کہ آپ خوش ہوں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور مہمانوں کی خاطر و تواضع کرتے ہیں اور کمزور لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور مستحق حاجتمندوں کی حاجت روائیاں کرتے ہیں۔ گویا آپ کے اخلاقِ فاضلہ کو آپ کی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل ہونے کا یقین دلایا۔

استقامت

جب آپ نے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (جو حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اسے اچھی طرح لوگوں کے سامنے پیش کریں) اور وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (آپ اپنی قوم کے قریب ترین رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آگاہ اور ہوشیار کریں) کے مطابق اپنا کام شروع کیا تو آپ کے سب سے زیادہ قریب ترین رشتہ داروں میں سے آپ کے چچا ابولہب اور ان کی بیوی (آپ کی چچی) نے آپ کی ازحد مخالفت کی۔ آپ کے چچا تو جب کبھی آپ تقریر یا گفتگو وغیرہ کرتے اور لوگوں کو اپنی اصلاح کی طرف دعوت دیتے تو اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور سننے والوں کو کہہ دیتے کہ یہ پاگل ہے اس کی باتوں پر کان نہ دھرو! اور ان کی بیوی اس کمینہ ایذا دہی تک پہنچ گئی کہ آپ کے گھر کے سامنے باہر سے کانٹے لا کر پھینک دیتی تا جب آپ گھر سے باہر نکلیں تو کانٹے آپ کے پاؤں میں چبھیں، ٹانگوں کو زخمی کریں اور آپ کے کپڑوں میں پھنسیں اور ان کا یہ سلسلہ ایذا رسانی دس بارہ سال یعنی ہجرت تک جاری رہا مگر ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس اندھی مخالفت پر صبر ہی کرتے رہے اور کوئی دھینگا مشتی ان کے ساتھ نہیں کی اور اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا۔ وہ اپنے کام میں لگے رہے اور آپ اپنے مشن کی اشاعت فرماتے رہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

پہلے آپ کی دعوت کی طرف سے بے اتفاقی کی گئی، پھر آپ کو پاگل کہا گیا، پھر شاعر کا خطاب دیا گیا، پھر مسحور (آسیب زدہ و فریب خوردہ) قرار دیا گیا، پھر جھوٹا کہا گیا، پھر خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والا کہا گیا، پھر دوسرے لوگوں کی مدد سے کلام بنا کر پیش کرنے والا کہا گیا۔ لوگوں کو آپ کا کلام سننے سے منع کیا گیا۔ قرابت کے رشتے و ناطے توڑے گئے اور ہر قسم کی تکلیف دہی کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں اور متعلقین کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اور آپ کا بائیکاٹ کیا گیا اور ہر قسم کی کھانے پینے اور پہننے والی اشیاء آپ اور آپ کی جماعت سے روکی گئیں اور آپ کی حمایت کرنے والوں کو بھی آپ کی حمایت سے روکا گیا مگر آپ کی استقامت میں فرق نہ آیا اور آپ کے صبر و استقامت کا کامل نمونہ سب اہلِ مکہ پر ظاہر ہوا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے کامل صبر و شکر اور استقامت کا نمونہ سب اہلِ مکہ پر اچھی طرح واضح ہو جانے کے بعد خود ہی اس مقاطعہ اور قید سے رہائی دلانے کا سامان پیدا کر دیا اور ظالم اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کے وفادار بندے دنیا اور اس کی نعمتوں اور آزادیوں کو چھوڑ سکتے ہیں لیکن اپنے خدائے واحد و یگانہ کو چھوڑ نہیں سکتے اور جس بات کو وہ حق سمجھتے ہیں اس سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔!

شجاعت و عفت

بعض بیہودہ لوگوں کو اپنی حالت پر قیاس کر کے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت سے سرداری اور وجاہت یا مال و دولت چاہتے ہوں گے یا کسی حسینہ و جمیلہ عورت کی خواہش ہو گی اسلئے ان کے کچھ رؤساء آپ کے عزیز چچا ابوطالب جن کے ظلِّ عاطفت میں آپ جوان ہونے تک رہے تھے، کی خدمت میں بصورت وفد پہنچے اور درخواست کی کہ آپ اپنے اس بھتیجا کو سمجھائیں کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت اور ہمارے خداؤں اور سابقہ بزرگوں کی تردید و توہین سے باز آ جائیں اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں اپنا لیڈر تسلیم کر لیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں اور اگر مال چاہتے ہیں تو اس قدر مال ان کو دے دیں جس سے وہ سب اہلِ مکہ سے زیادہ دولتمند ہو جائیں اور کوئی حسین و خوبصورت عورت چاہتے ہیں تو وہ بھی انہیں دے دیں۔!

آپ کے چچا صاحب نے ان کی اس درخواست اور پیشکش کا خیر مقدم کیا اور یقیناً ہر ایک دنیادار ان تینوں چیزوں: لیڈرشپ، مال و دولت اور صاحبِ حسن و جمال عورتوں کا فریفتہ ہو گا اور انہیں نعمت غیر مترقبہ سمجھے گا مگر جب آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے اپنے چچا کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اظہارِ واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اِسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رُک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جا! بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ مَیں پیغامِ الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رُکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں! بخدا اگر مَیں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں! یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دُکھ اُٹھاؤں!

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ مَیں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا! تُو اور ہی رنگ اور اور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ! جب تک مَیں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے مَیں تیرا ساتھ دوں گا!"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۱)

اور اس طرح نہ صرف رؤساءِ مکہ بلکہ ان کے ہر ایک فرد پر ظاہر ہو گیا کہ آپؐ ان چیزوں کے دلدادہ اور طالب نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر فدا اور اپنی قوم کو بُت پرستی اور شرک کی نجاست سے چھڑانے اور ان کی اصلاح کے طالب ہیں! اور آپؐ یہ کام کسی طمع و حرص یا لالچ کے لئے نہیں کر رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ساری قوم سے نبرد آزما ہیں اور ساری قوم کو راہِ راست پر لانا چاہتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فتنہ و فساد سے اجتناب

ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مکہ مکرمہ کوئی بڑا شہر نہیں تھا۔ آپؐ کی تبلیغ سے چند سالوں میں ایک قابلِ ذکر جماعت اور جان و دل فدا کرنے والے انصار آپؐ کو مل گئے تھے اور شہر میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو آپؐ سے ہمدردی رکھتے تھے لیکن آپؐ کے دعویٰ نبوت و رسالت کے مخالف بھی اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے اور آپؐ کے غریب و مسکین دوستوں اور محبّوں کو ایذاء اور تکلیف دینے میں اپنے کمال کو پہنچ گئے تھے۔ اِن حالات میں وہ فدائی درویش متعدد مرتبہ درخواست بھی کرتے تھے کہ حضورؐ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان کا مقابلہ کریں۔ اگر حضورؐ چاہتے تو انہیں اجازت دیدیتے اور مکہ کا امن و امان برباد کر کے رکھ دیتے اور خانہ جنگی شروع ہو جاتی اور کئی ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچ جاتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متبعین کو فرماتے تھے کہ ان تکلیفوں پر صبر کرو: اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ، مجھے تو ان سے درگزر کرنے کا ہی حکم ہے اور بالآخر آپؐ نے مکہ مکرمہ کے امن کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے متبعین کو اجازت دیدی کہ اگر وہ ان تکالیف پر صبر نہیں کر سکتے تو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ اسی ارشاد کے مطابق ملک حبشہ کی طرف (سمندر پار) دو ہجرتیں ہوئیں اور آپؐ کی ایک پیاری بیٹی اور داماد بھی ان میں شامل تھے اور آپؐ خود مکہ میں اپنے کام میں مشغول اور خدا تعالیٰ کے حکم کے منتظر رہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ رسالت کے بعد تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا اور اس عرصہ میں آپؐ کے صبر و رضا، تحمّل و بردباری، عفو و درگزر، شجاعت و دلیری، جفاکشی و جاں نثاری، توکّل علی اللہ اور استقامت کے جوہر سب اہل مکہ پر ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد آپؐ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم مل گیا اور آپؐ اپنے جاں نثار رفیق حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیکر یثرب میں پہنچ گئے۔ جو آپؐ کے وجود سے فیضیاب ہو کر مدینہ منورہ بن گیا اور آپؐ کو ظالموں کا مقابلہ کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت مل گئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بے مثال عفو

لڑائیوں کی ابتداء بھی اہلِ مکہ کی طرف سے ہوئی تھی اور سب سے پہلے وہی مکہ مکرمہ سے کئی منزلیں طے کر کے بدر کے مقام پر نواحی مدینہ میں پہنچے تھے۔ پھر اہلِ مکہ آہستہ آہستہ سب قبائلِ عرب کو اپنے ساتھ ملا کر حملہ آور ہوتے رہے مگر ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خدا کے وعدہ (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ) کے مطابق سب میں فتحیاب ہوئے اور آخر ایک دن اپنے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔

اہلِ مکہ سے آپؐ نے بہت دُکھ اُٹھائے تھے۔ سالہا سال کی دل شکن تکلیفیں دیکھی تھیں۔ خون کی ندیاں انہوں نے بہائی تھیں۔ اہلِ مکہ کو بھی یقین تھا کہ آج ہماری خیر نہ ہوگی اور آج ہماری بداعمالیوں کا محاسبہ ہوگا مگر ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو فانی فی اللہ تھے، اپنا نفس درمیان میں تھا ہی نہیں؟ اس لئے جب محاسبہ کا وقت آیا تو آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ مَیں آج تم سے کیا سلوک کروں گا؟ انہوں نے جواب دیا "اَخٌ کَرِیْمٌ وَّ ابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ"۔ آپؐ ہمارے معزز بھائی ہیں اور معزز بھائی کے فرزند ہیں! آپؐ نے فرمایا:-

"ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے
جاؤ تم سب آزاد ہو!"

آپؐ کے اس خُلقِ عظیم کا یہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر سب اہلِ مکہ آپؐ پر ایمان لے آئے اور آپؐ پر اپنی جانیں نثار کرنے والے بن گئے اور آج تک اس خُلقِ محمدیؐ کے عملی گواہ ہیں!

احسان و مروّت

لڑائیوں میں بھی ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اعلیٰ خُلق نہایت نمایاں نظر آتے ہیں۔

اوّل یہ کہ ہر لڑائی میں جس میں آپؐ شامل ہوئے، نہایت ثابت قدم رہے۔ کوئی دشمن آپؐ کو اپنی جگہ سے ہلا نہ سکا اور ہر لڑائی میں دانشمندانہ قیادت کی۔

دوسرے یہ کہ عفو اور اصلاح کا خاص خیال رکھا۔ دشمن کے میدانِ جنگ میں قتل ہونے والے لوگوں کے ساتھ کوئی کسی قسم کی زیادتی کرے یعنی اُن کے بعض اعضاء ناک کان، ہاتھ پاؤں وغیرہ بطور انتقام کاٹ دینے سے (جسے عربی میں مُثْلَہ کہتے ہیں) منع فرما دیا۔ اور ان کو دفن کرنے کا حکم دے دیا اور ان کا معاملہ حوالہ بخدا کر دیا۔ اور کسی ایسے شخص سے جو لڑائی میں شریک نہیں ہوا اور میدانِ جنگ میں حاضر نہیں ہوا تعرض نہ کرنے کی ہدایت فرمائی اور ان کی عورتوں، بچوں، مذہبی لیڈروں، عبادت گاہوں اور کھیتیوں اور باغات و مکانات و بستیوں وغیرہ کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچانے سے منع فرمایا اور ان کو امان بخشی اور صرف اسی شخص کو مارنا روا رکھا جو میدانِ جنگ میں ہماری جان لینے کے لئے نبرد آزما ہوا۔

سبحان اللہ! کتنا عفو، احسان اور مروّت اس میں مضمر ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بادشاہوں سے خطاب

بادشاہوں کو بھی آپؐ نے اپنے اوپر ایمان لانے کے لئے خطوط لکھوائے۔ یہ خطوط بھی آپؐ نے نہایت دلکش انداز میں لکھوائے ہیں۔ کوئی درشت لفظ ان میں نہیں اور ہر ایک خط یا دعوت نامہ آپؐ کے سینہ مبارک کی طہارت و تقدس کا آئینہ دار ہے۔ آپؐ کے انہی مقدس خطوط کی تاثیر تھی کہ شاہِ مصر نے آپؐ کی خدمت میں اپنے شاہی محل سے دو خادمات مع دیگر تحائف ارسال کیں اور ایک بادشاہ ہرقل نے اپنی اس خواہش کا اپنے دربار میں اظہار کیا کہ کاش مَیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپؐ کے پاؤں دھویا کرتا! اور دیگر بہت سے امراء نے بھی اپنے وفود مع ہدایات آپؐ کی خدمت میں ارسال کئے اور ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمام وفود کی خاطر خواہ مہمان نوازی فرمائی اور اپنی جود و سخا سے ان کی قوموں اور قبائل کو بھی دولت مند کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اخلاقِ فاضلہ کا جامع نبیؐ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جو اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تو خُلقِ عظیم پر ہے۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامہ نفسِ محمدیؐ میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرتِ نبویؐ کا ایک پہلو

ظلم و تعدّی اور حق تلفی کا سدِّباب

(سُلطان احمد پیر کوٹی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ظلم و تعدی اور حق تلفی کا سدِّباب کیا۔ آپؐ نے صدیوں سے جاری انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ انسانوں کی جانوں اور اموال کو مقدس قرار دیکر قتل و غارت کا سلسلہ بند کیا۔ انسانی حقوق مقرر فرمائے اور پھر ان کی ادائیگی کا اپنی امت کو پابند کرایا جس کے نتیجہ میں صدیوں سے ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے طبقات امن و سلامتی کی خوشگوار فضا سے ہمکنار ہوئے۔ پیار و محبت، نرمی و شفقت اور ہمدردی و اخوت کی دلنشیں اور حسین تعلیم پیش کرکے دلوں کی کدورت اور نفرت کو مٹایا۔ لوگوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرکے انہیں صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنایا۔ غرضیکہ آپؐ کی بعثت کے بعد دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن گئی۔ بنی نوع انسان کا ہر طبقہ سُکھ اور چین کا سانس لینے لگا۔ ظلم و تعدّی کا دَور ختم ہوا۔ حقوقِ انسانی کی حفاظت ہونے لگی۔ دلوں کی نفرت اور کدورت مٹ گئی اور لوگ باہم بھائی بھائی بن کر زندگیاں گزارنے لگے اور اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ امن و سلامتی، رحمت و رأفت اور محبت و شفقت کے پیامبر تھے۔ آپؐ رحمۃ للعالمین بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔

جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ سے قبل عرب میں ہر قسم کا ظلم و تعدی روا رکھا جاتا تھا۔ ایک دوسرے کا مال لُوٹ لینا قومی حق سمجھا جاتا تھا کسی کی جان لے لینا معیوب خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ بات بات پر تلوار نیام سے باہر نکل آتی تھی۔ پھر جب تک مقتول کا بدلہ قتل کی صورت میں نہ لے لیا جاتا عرب چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ مقتول کے رشتہ داروں کے دلوں میں ایک آگ سی لگی رہتی تھی جسے صرف قاتل کا خون ہی بجھا سکتا تھا اور پھر اگر ایک طرف آگ بجھ جاتی تو دوسری طرف یہی آگ بھڑک اُٹھتی۔ جوشِ انتقام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع ہوتا چلا جاتا تھا کہ بسا اوقات قبیلے کے قبیلے برباد ہو جاتے۔

پھر قاتل کو مار دینے تک ہی انتقام ختم نہیں ہوتا تھا بلکہ مقتول کی لاش کو مسخ کیا جاتا۔ ناک اور کان کاٹ دیئے جاتے، آنکھیں نکال دی جاتیں اور بسا اوقات اس کا سینہ چاک کرکے کلیجہ نکال لیا جاتا اور اُسے چبایا جاتا۔

جنگ و جدال میں یا بغیر جنگ و جدال ہی ارد گرد کے کمزور قبائل کے افراد کو غلام بنا لیا جاتا۔ ان غلاموں سے جو سلوک کوئی چاہتا کرتا اس پر کوئی گرفت نہیں تھی۔ اگر کوئی اپنے غلام کو قتل بھی کر دیتا تو اس پر کوئی الزام نہ آتا تھا۔ غلاموں کو کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا اور ان کی ضروریات کا خیال نہ رکھا جاتا۔

ایک اور مظلوم طبقہ عورتوں کا تھا۔ عورت بے اختیار تھی۔ جب مرد چاہتا طلاق دے دیتا یا معلقہ چھوڑ کر اسے اذیت دی جاتی۔ مارا پیٹا جاتا۔ سوتیلی ماؤں کو بطور ورثہ تقسیم کر لیا جاتا۔ بعض قبائل میں دختر کُشی کا رواج بھی تھا۔ لڑکیوں کے وجود کو باعثِ ننگ و عار سمجھا جاتا۔ انہیں گلا گھونٹ کر مار دیا جاتا یا زندہ درگور کر دیا جاتا۔

غرض بعثتِ نبویؐ سے قبل عرب دنیا میں جور و ظلم کا بازار گرم تھا۔ اور نہ صرف اس کو بُرا محسوس نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس پر مجالس میں فخر کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر رحم آیا اور اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے ظلم و جور کے اس سلسلہ کا سدِّباب کیا۔ آپؐ نے پکار پکار کر کہا۔ اے لوگو! یاد رکھو ظلم تمہارے پیدا کرنے والے کو پسند نہیں (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ) ظالم لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے (اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت انہیں حاصل نہیں ہوتی۔ دنیا اور آخرت کی ترقی وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ محرومی اور ناکامی ہی ان کے نصیبہ میں آتی ہے۔ (وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پُر شوکت اعلان فرما کر ظلم و تعدّی کا قلع قمع کر دیا کہ:۔

ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔

اے لوگو! جس طرح آج (حج) کا دن مقدس ہے، جس طرح یہ مہینہ (ذوالحجہ) مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ (حرم مکہ) مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اسلئے آئندہ کسی کے مال اور جان پر حملہ نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح اس مقدس مہینہ، اس مقدس علاقہ اور اس مقدس دن کی ہتک کرنا ناجائز ہے۔

انتقام کے لامتناہی سلسلہ کو آپؐ نے یہ کہہ کر بند کر دیا کہ:۔

الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوع۔

سُنو! جاہلیت کے زمانہ میں ہونے والا ہر بُرا فعل آج میرے قدموں کے نیچے ہے یعنی آج سے اسے ختم کیا جاتا ہے۔ اور تمام وہ خون جو جاہلیت کے زمانہ میں ہو چکے ہیں وہ بھی میرے قدموں کے نیچے ہیں یعنی آج سے ان کا قصاص معاف کیا جاتا ہے۔ ان کے قصاص کی خاطر قتل و غارت اور جنگ و جدل کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کے نتیجہ میں دل بغض و کینہ سے صاف ہو گئے۔ نفرتوں اور عداوتوں کی بجائے محبت اور پیار اور اخوت نے لی۔ باہمی جنگیں ختم ہو گئیں۔ پرانے انتقام کا سلسلہ رُک گیا۔ اگر کوئی دفاعی جنگ ناگزیر ہوئی تو اس میں بھی یہ ہدایت فرمائی کہ:۔

لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرأۃ۔ (ابوداؤد)

ایسے بوڑھے، بچے اور عورت کو قتل نہ کرو جو تمہارے مقابلہ میں نہیں آئے۔

اور پھر مخالفین میں سے جو قتل ہو جائیں اُن کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ان کا مُثلہ نہ کرو یعنی جوشِ انتقام میں اُن کی لاشوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اُن کے ناک، کان وغیرہ نہ کاٹو۔ (لا تمثلوا)

لڑائیوں میں بالعموم بعض لوگ قید ہو جاتے ہیں ان قیدیوں کو پہلے غلام بنا لیا جاتا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشادِ خداوندی اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً کی تعمیل میں انہیں بطور احسان یا فدیہ لیکر آزاد کر دینا چاہیئے۔ لیکن اگر انفرادی طور پر غلاموں کا رکھنا ناگزیر ہو یعنی بعض اقتصادی مجبوریوں کی وجہ سے انہیں فوری طور پر آزاد نہ کیا جا سکتا ہو تو فرمایا یہ لوگ (غلام)

اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعلہ اللہ اخاہ تحت قدمیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ (متفق علیہ)

تمہارے بھائی ہیں جو کسی وجہ سے تمہارے ماتحت کر دیئے گئے ہیں تم انہیں وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ انہیں ایسا کام سپرد نہ کرو جو اُن کی طاقت سے باہر ہو اور اگر ایسا کام سپرد کرو تو اس میں ان کی مدد کرو یعنی اُن کے ساتھ مل کر ان کے بوجھ کو ہلکا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کو مارنے پیٹنے اور ان پر سختی روا رکھنے کو بہت ناپسند فرمایا کرتے تھے اور اگر کسی کے متعلق آپؐ کو علم ہو جاتا کہ اس نے اپنے کسی غلام پر سختی کی ہے تو آپ اسے آزاد کرنے کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ حضرت سعید بن مقرن المزنی روایت فرماتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے۔ ہم سب کے پاس ایک ہی لونڈی تھی۔ ایک دن ہم میں سے ایک نے اس کو تھپڑ مار دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے ہمیں حکم

فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ اب جہاں غلاموں اور ملازموں کے جذبات کا خیال رکھا جائے ان کی جسمانی ایذا دہی سے مجتنب رہا جائے اور انہیں اپنا بھائی تصور کیا جائے وہاں ظلم کیسے پنپ سکتا ہے۔

عورت کے سلسلہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ الوداع میں خاص طور پر فرمایا:۔

فاتقوا اللہ فی نساءکم

(مسلم)

عورتوں کے بارہ میں تقویٰ سے کام لو۔

پھر فرمایا:۔

لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ھو عندک دخیل۔

(ترمذی)

تم اپنی بیویوں کو تکلیف مت دو۔ وہ تو تمہارے پاس میرے مہمان کے طور پر ہیں۔ جس طرح تم اپنے مہمانوں کا خیال رکھتے ہو اسی طرح ان کا بھی خیال رکھو۔ "میرا مہمان" کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ میری امانت ہیں جو تمہارے سپرد کی گئی ہے تم اس امانت میں خیانت نہ کرو۔

ایک اور جگہ فرمایا، تم اپنے حسب نسب اور جاہ و رتبہ پہ فخر کرتے ہو اور اس کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتے ہو لیکن یاد رکھو کہ یہ چیزیں تمہیں کوئی فائدہ نہیں دینگی۔ تم میں سے بہتر وہی ہوگا جو اپنی عورتوں کے بارہ میں بہتر ہے۔ خیارکم خیارکم لنساءکم

(ترمذی)

اسلامی شریعت نے عورت کو بے اختیار نہیں رہنے دیا بلکہ اس کے حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حقوق کی ادائیگی کا بڑی سختی سے ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا اگر تم نے یہ حقوق اس دنیا میں ادا نہ کئے تو

لتؤدن الحقوق الی اھلھا
یوم القیمۃ حتی یقاد
للشاۃ الجلحاء من الشاۃ
القرناء (مسلم)

قیامت کے دن تم ضرور یہ حقوق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کا قصاص سینگوں والی بکری سے لیا جائے گا۔

عورتوں کے سلسلہ میں روا رکھا جانیوالا دوسرا ظلم لڑکیوں کو مار دینا تھا۔ عرب لڑکیوں کو باعث ذلت سمجھتے تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بیٹی" کی جو شان بتائی اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ قبیح فعل جاری ہی نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا بیٹی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم ہے۔ آپ فرمایا کرتے:۔

من کانت لہ انثی فلم
یئدھا ولم یھنھا ولم
یؤثر ولدہ علیھا
یعنی الذکور ادخلہ
اللہ الجنۃ (ابوداؤد)

جس شخص کی بیٹی ہو وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اس کی اہانت نہ کرے اور نہ اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح دے اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

ایک اور حدیث میں فرمایا جو شخص بیٹی کی اچھی تربیت کرے وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ اور دیوار کا کام دے گی۔ (متفق علیہ)

اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا خواہاں ہے، اس کی جنت میں جانے کا متمنی ہے وہ اپنی ہی اولاد کو کیسے نظرانداز کر سکتا ہے اور بیٹی کے زندہ درگور کرنے اور اسے باعث ننگ و عار سمجھنے کا احساس کیسے قائم رہ سکتا ہے؟

گویا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر کئے جانے والے ظلم کو روکا ہی نہیں بلکہ آئندہ ہمیشہ کے لئے اس کا سدِباب کر دیا ہے۔

آپ رحمۃ للعالمین تھے اس لئے آپ کی رحمت عام سے بنی نوع انسان کے ساتھ ساتھ جانوروں نے بھی حصہ پایا۔ جانوروں پر بھی بڑا ظلم روا رکھا جاتا تھا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ جانور سے بھی اس کی طاقت سے بڑھ کر کام نہ لو۔ انہیں بلاوجہ نہ مارو اور اس کے نازک حصے پر داغ نہ لگاؤ (ترمذی)

آپ نے جانوروں پر ظلم کے بُرے انجام کو بھی اپنی اُمت کے سامنے رکھا تا اس کا ہر فرد اس قبیح فعل سے باز رہے فرمایا مجھے جہنم کی آگ کا نظارہ دکھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو بھی عذاب دیا جا رہا ہے اس لئے کہ اس نے ایک بلی کو باندھے رکھا۔ اسے نہ تو کھانا دیا اور نہ اُسے کھلا چھوڑا کہ وہ اپنی غذا خود تلاش کر لیتی۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ (مسلم)

آپ نے ظلم کے گناہ کی مضرت اور ہلاکت کو بار بار اُمت مسلمہ کے سامنے رکھا۔ اس کے بُرے انجام سے بچنے کی تلقین فرمائی تا وہ اس گناہ کبیرہ سے مصئون و محفوظ رہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

الظلم ظلمات یوم
القیامۃ۔ (متفق علیہ)

جس طرح نیک کام اس نور کا سبب ہوں گے (یسعیٰ بین ایدیھم) جو مومنوں کے آگے آگے چلے گا اسی طرح ظلم اُن تاریکیوں کا سبب ہوگا کہ جس میں مجرم قیامت کے دن گھبرا جائیں گے۔

آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن انسان کے تین قسم کے اعمال نامے ہونگے۔ ایک اعمال نامہ وہ بھی ہوگا جو بندوں سے تعلق رکھتا ہوگا۔ اس کے متعلق فرمایا:۔

دیوان لا یترکہ اللہ
ظلم العباد فیما بینھم
حتی یقتص بعضھم علیٰ
بعض۔ (بیہقی)

بندوں کا باہم ظلم کرنا ایسا فعل ہے جسے اللہ تعالیٰ بغیر محاسبہ اور مطالبہ کے نہیں چھوڑتا اور اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ ان میں سے بعض بعض سے اس ظلم کا قصاص نہ لے لیں۔

مسلم کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میری اُمت میں سے وہ شخص مفلس ہوگا جس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی، روزے بھی رکھے ہوں گے، زکوٰۃ بھی دی ہوگی لیکن وہ اس حالت میں پیش ہوگا کہ دنیا میں کسی کو اُس نے گالی دی ہوگی، کسی پر اُس نے تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا۔ پس جن کے ساتھ اُس نے یہ کیا ہوگا اُن کی حسنات کا ایک حصہ انہیں دیا جائے گا اور اگر قبل اس کے کہ حساب پورا ہو اُس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اُن کی خطاؤں میں سے ایک حصہ لیا جائے گا اور اس پر ڈال دیا جائے گا اور پھر اسے ظلم اور ان خطاؤں کی وجہ سے جو اس پر ڈالی جائیں گی اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ظالم بعض اوقات مؤاخذہ سے محفوظ رہتا ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک ظالم کو ڈھیل دے دیتا ہے لیکن

اذا اخذہ لم یفلتہ

(متفق علیہ)

جب وہ اسے پکڑتا ہے تو اسے بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑتا۔

ظلم ایسا قبیح فعل ہے کہ اس کا مرتکب ہی قابل مؤاخذہ نہیں ہوتا صرف وہی غضب الٰہی کا مورد نہیں بنتا بلکہ اس کی معیت اختیار کرنے والا بھی اس سے محفوظ نہیں رہتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من مشیٰ مع ظالم لیقویہ
بہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج
من الاسلام۔ (بیہقی)

جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلتا ہے اور اس کے ایسا کرنے سے اس ظالم کو تقویت پہنچتی ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔

ظلم جیسے قبیح اور شنیع فعل سے بچنے کا ذریعہ توبہ ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرتکب لوگوں کو خبردار کیا کہ یہ فعل بندوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کا اس دنیا میں تدارک اور کفارہ ضروری ہے۔

آپ فرماتے ہیں جس شخص نے دنیا میں اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو اور کوئی قابل اعتراض حرکت کی ہو تو وہ اس دنیا میں اُس سے معافی مانگ کر یا اس کا نقصان پورا کر کے اپنے آپکو پاک کر لے کیونکہ قیامت کے دن نہ دینار اور درہم اس کے کام آئیں گے نہ کوئی اور چیز۔ اس نے دنیا میں کوئی نیک عمل کیا ہوگا تو وہ اس سے اس ظلم کے اندازہ کے مطابق لے لیا جائے گا اور مظلوم کے حساب میں درج کر لیا جائے گا اور اگر نیک اعمال نہیں ہوں گے تو مظلوم کی خطاؤں سے بقدر اس کے ظلم کے ایک حصہ لے کر اس پر ڈال دیا جائے گا۔

آپ نے اُمت مسلمہ کو نصیحت فرمائی کہ:۔

لا تکونوا امعۃ تقولون
ان احسن الناس احسنا
وان ظلموا ظلمنا ولکن
وطنوا انفسکم ان احسن
الناس ان تحسنوا وان
اساءوا فلا تظلموا۔
(ترمذی)

تم دوسروں کی رائے کے تابع نہ بنو اور یہ نہ کہو کہ اگر لوگ احسان کریں گے تو ہم احسان کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفوس کو اس بات کی عادت ڈال لو اور یہ عزم کر لو کہ اگر لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر وہ بُرائی کریں تو تم ان پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو۔

آپ نے اُمت مسلمہ کے ہر فرد کو یہ حکم دیا کہ تم ظالم کو ظلم سے روکو۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

انصر اخاک ظالما او
مظلوما قالوا یا رسول اللہ
ھذا ننصرہ مظلوما فکیف
ننصرہ ظالما قال تاخذ
فوق یدیہ۔ (بخاری)

تم اپنے مسلمان بھائی کی بہر حال امداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم بھائی کی مدد کس طرح کی جائے۔ آپؐ نے فرمایا ظالم بھائی کی مدد ظلم سے اس کا ہاتھ روک کر کرو۔ تمہارا واسطہ غیر کے ساتھ ہو یا بھائی کے ساتھ بہرحال تمہارا فرض ہے کہ دنیا سے ظلم اور تعدی کو مٹاؤ۔ کسی کے غیر کے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس پر ظلم کریں اور کسی کے بھائی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہم ظلم میں بھی اس کے معین و مددگار ہوں۔

آپؐ نے ہر مسلمان کو یہ نصیحت فرمائی کہ:۔

اتق دعوۃ المظلوم فانہ
لیس بینھا و بین اللہ
حجاب۔ (ترمذی)

مظلوم کی دعا سے بچو کیونکہ اس دعا اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی وہ دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

ان نصائح کے ساتھ حضورؐ نے اپنے اسوۂ مبارکہ کے ذریعہ اُمت محمدیہ کے ہر فرد کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ وہ ہمیشہ ظلم کے ارتکاب سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دست بدعا رہے۔ انسان کمزور ہے اس لئے کسی نہ کسی وقت کوتاہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ امداد و نصرت فرمائے تو وہ اس کوتاہی پر غالب آ سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ
الْفَقْرِ وَالْقِلَّۃِ وَالذِّلَّۃِ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ
اَوْ اُظْلَمَ۔ (ابوداؤد)

اے اللہ! میں غربت و مفلسی، قلت (خیرات و حسنات میں ہو یا اموال میں) اور تذلیل کا شکار ہونے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ نیز میں اس بات میں بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ میں جہالت کی وجہ سے ظلم کروں یا کسی کے ظلم کا شکار بنوں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ
اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ
اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ
نُجْھَلَ۔ (ترمذی)

اے اللہ! ہم تیری پناہ طلب کرتے ہیں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم دوسروں سے جاہلوں والا سلوک کرنے لگ جائیں یا لوگ جاہلوں والا سلوک ہم سے کریں۔

غرضیکہ اگر اُمت مسلمہ بالخصوص اور دوسرے مذاہب کے پیرو بالعموم ان نصائح اور ہدایات پر عمل پیرا ہو جائیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کے سدباب کے سلسلہ میں فرمائیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اسوۂ مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دست بدعا بھی رہیں کہ وہ ہمیں ظلم ایسے شنیع اور قبیح فعل سے محفوظ رکھے تو ہمیشہ کے لئے ظلم و تعدی اور حق تلفی کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپؐ کی طرف منسوب ہونے والے دیگر مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی جناب سے ایسا انتظام فرمائے کہ لوگ ظلم کے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو کر اس کے غضب کے مورد نہ بنیں۔ اللھم آمین۔

اخلاق فاضلہ کا نہایت اعلیٰ نمونہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی کریم صلعم نے ہر طرح سے اقتدار اور اختیار حاصل کر کے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اپنے سامنے بلا کر کہہ دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اور پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم اُس وقت مبعوث ہوئے تھے جب فسق و فجور، شرک اور بت پرستی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۴۲/۳۰ والا معاملہ ہو رہا تھا اور گئے اُس وقت تھے جب وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۳/۱۱۰ والا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی نظیر تمام دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہی تو کاملیت ہے کہ جس مقصود کے لئے آئے تھے اس کو پورا کر کے دکھا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صلیب کا ہی منہ دیکھتے پھرتے اور یہودیوں سے رہائی نہ پا سکے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے غالب ہو کر وہ اخلاق دکھائے جن کی نظیر نہیں۔"
(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

شانِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

کیا عجب شانیں ہیں تیری رحمۃ للعالمیں
عاشقِ روئے خدا معشوقِ ربّ العالمیں

یا رسول اللہ شہنشاہِ گروہِ عاشقاں
ختم ہے تجھ پر کمالِ قربِ ذاتِ اوّلیں

کیا عجب ہے شان تیری یا محمدؐ مصطفیٰ
آیت اللہ بر سما و حجۃ اللہ بر زمیں

یا نبی اللہ ترے روئے منوّر کی قسم
حُسن و احساں میں ترا مخلوق میں ثانی نہیں

ہیں درخشندہ شعاعیں تیری اے شمس الہدیٰ
انبیائے پاک و صدّیق و شہید و صالحیں

تو نہ ہوتا یا نبی اللہ اگر خیر البشر
کس طرح ہوتا ملائک سے بشر افضل تریں

گم شدہ توحید کی خاطر حِرا میں روز و شب
مدّتوں تک خاک آلودہ رہی تیری جبیں

باعثِ تخلیقِ موجودات ہے تیرا وجود
ذرّہ ذرّہ ہے جہاں کا تیری ہستی کا رہیں

مقصدِ تخلیقِ انساں تو نے پورا کر دیا
ہمنشیں ہو کر خدا سے بر سرِ عرشِ بریں

سیفِ لَا اِلٰہ

دونوں جہاں کے واسطے امن بھی تو اماں بھی تو
بے کس و بے بساط کی جان بھی تو جہاں بھی تو

تو ہی تو چارہ ساز ہے حامل لَا اِلٰہ کا
اُمتِ مسلمہ کا ہے تیر بھی تو کماں بھی تو

لوح و قلم ترے لئے شمس و قمر ترے غلام
دینِ خدا کی بے شبہ آن بھی تو عناں بھی تو

آقائے نامدار ہم بولیں گے حشر میں تو کیا
روزِ حساب روح بھی قلب بھی تو زباں بھی تو

تجھ کو خدا نے یا نبی بخشی وہ سیفِ لَا اِلٰہ
توڑے بتانِ کفر جو شیر بھی تو جواں بھی تو

آقا جو تیرے ہوں وسیم تیرے مکان و لامکاں
جلوت گہِ مکاں بھی تو خلوتِ لامکاں بھی تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹ سے اجتناب اور راست گفتاری کی تلقین

محترم مولوی محمد منور صاحب فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ

سچ بولنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ ہر شریف انسان سچ کو جھوٹ پر ترجیح دیتا ہے۔ لیکن بُری تربیت۔ گندے ماحول دشمنی و عداوت اور ڈر یا لالچ کی وجہ سے بعض دفعہ لوگ سچائی کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور جب حالات معمول پر آجاتے ہیں تو ایسے لوگ بھی نادم اور شرمندہ ہو کر اصلاح کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ انسان کی اس کمزوری کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تاکہ یہ باکمال پیدا کر کے نفوس انسانی میں اتنی پختگی پیدا کر دی جائے کہ وہ کمزور لمحات میں بھی سچائی کو اپنا شعار بنائیں اور کوئی لالچ یا ڈر انہیں راست گوئی سے برگشتہ نہ کر سکے اصلاح نفوس کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ یہاں تک کہ باطل پرستی پر اصرار کرنے والوں کو وہ بالعموم اسی دنیا میں انواع و اقسام کے دکھوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس دنیا سے گذر جانے کے بعد بھی ان کے لئے زندگی کی تلخیاں کم نہیں ہوتیں بلکہ ان میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مثالی راست بازی

یوں تو سارے انبیاء و مرسلین سچائی کے دلدادہ اور باطل کے مخالف ہوتے ہیں اور وہ کسی صورت باطل کے آگے جھکنے یا اس سے مصالحت کے لئے آمادہ نہیں ہوتے لیکن ہمارے نبیٔ معصوم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس پہلو کے لحاظ سے بھی بہت نرالی اور ممتاز ہے۔ بچپن اور جوانی کے ایام سے ہی آپ نے اپنے ہمجولیوں اور ملنے والوں کے دلوں پر اپنی راست گفتاری کا کچھ اس رنگ میں سکہ جمایا کہ وہ آپ کو صدوق کے لفظ سے یاد کرتے تھے۔ اس لفظ میں کثرت اور مبالغہ پایا جاتا ہے۔ صرف صادق کہلانا بھی بڑا بلند مقام ہے۔ مگر صدوق تو انسان اسی وقت کہلائے گا جب وہ کسی بھی حالت میں سچائی سے الگ نہ ہو اور اس کا ہر قول و فعل راستبازی کا مظہر شاہکار ہو۔ یہی بلند شان ہمارے محبوب آقا کو اسی وقت حاصل تھی جب آپ جوان تھے اور ابھی تک مقام نبوت پر بھی فائز نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں یہ کمال اپنی وسعت اور گہرائی میں بڑھتا چلا گیا اور ساری زندگی پر یوں حاوی اور محیط ہو گیا کہ قدم قدم پر اپنے جلوے دکھاتا گیا اور آپ کا فیض صحبت پانے والے بھی سچائی کے مینار بن کر ابھرے اور باطل کو شکست دے کر حق و صداقت کو غالب کر گئے۔

دعویٰ نبوت کے بعد زندگی کا دوسرا اور اہم ترین دور شروع ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی پا لینے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنے عزیز و اقارب کو نام بنام پکارنے لگے اور جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے۔ سب نے جواب دیا ہاں۔ اگر آپ ایسا کہیں تو ہم یہ بھی مان لیں گے۔ حالانکہ ایسا ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ صفا پہاڑی ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا۔ جس کے پیچھے لشکر نہیں چھپ سکتا۔ اسی طرح نشیبی علاقہ میں اہل مکہ کے جانور چرا کرتے تھے اور اگر کوئی دشمن وہاں چھپنے کے لئے آتا تو چرواہے اسے فوراً دیکھ لیتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی انہونی بات پر بھی وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس واقعہ سے پہلے کی ساری زندگی میں آپ نے نہ جھوٹ بولا تھا نہ سچائی سے انحراف کیا تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سخت سے سخت دشمنوں نے بھی اعتراف کیا کہ ابتدائی زندگی کے چالیس سالہ دور میں آپ نے کبھی غلط بیانی نہیں کی۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے زمانوں اور ساری اقوام کے لئے قیامت تک اسوہ اور نمونہ بنا دیا اور آپ کی اتباع و محبت ذات باری کی اطاعت و محبت کا درجہ پا گئی۔

لالچ کے باوجود صدق پر ثابت قدمی

منکرین توحید باری تعالیٰ اور مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرۂ حق اور ذاتی بے لوث نمونہ کو عوام و خواص کے لئے پُرکشش پایا انہیں نظر آنے لگا کہ عنقریب مکہ کی قیادت و سیادت ان کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی اس کی پیش بندی کے لئے انہوں نے ایک وفد کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا یہ مطالبہ پیش کیا کہ بتوں کے خلاف آواز بلند کرنے سے اجتناب کیا جائے اور اس کا معاوضہ یہ بتایا کہ وہ ان کی منہ مانگی طلب پوری کریں گے مال و دولت یا جاہ و حشمت جس چیز کی بھی خواہش ہو مہیا کی جائے گی۔ ایک دنیا دار انسان کے لئے یہ امر ٹھوکر کا باعث بن سکتا تھا۔ لیکن ہادیٔ برحق کے لئے اس کا جواب دینا مشکل نہیں تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے لئے نہ وقت مانگا نہ ہی مشرکین کی یہ بات سنکر تذبذب میں مبتلا ہوگئے۔ بلکہ سنتے ہی اسے رد کر دیا اور فرمایا کہ میں حق کی اشاعت سے کسی قیمت پر بھی باز نہیں آ سکتا ظاہر ہے کہ مطالبہ شرک کی تلقین کا نہیں تھا بلکہ صرف حق بات کہنے سے خاموشی کا تھا۔ مگر آپ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ حق بات کہنے سے جو شخص رکتا ہے وہ گونگا شیطان ہے

بھوک اور موت کا خوف

بھوک کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ بھوک مست ہاتھیوں کو بھی رام کر لیتی ہے۔ کفار مکہ نے جب یہ ہتھیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف استعمال کیا تو اسے بالکل بے اثر پایا۔ تقریباً تین سال تک کفار مکہ نے آپ کا بائیکاٹ کیا اور آپ کے ساتھیوں نے انتہائی تکلیف سے یہ وقت گذارا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کجا آپ کے صحابہ تک نے بھی باطل سے صلح کرنا پسند نہ کیا۔ قرآن مجید نے سخت مجبوری کی حالت میں مردار اور خنزیر کو بھی جائز بتایا ہے لیکن حق کو چھپا کر پیٹ بھرنے کی اجازت نہیں دی۔ طائف والوں نے سچائی کا پیغام سنکر اسے رد کر دیا اور پھر پیغامبر حق کو بھی پتھر مار کر شہید کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص سے آپ کی جان بچ گئی۔ لیکن آپ کا مقدس جسم لہولہان ہو گیا۔ ایسے میں بھی آپ نے جان بچانے کے لئے باطل پرستوں سے مصالحت نہ کی۔ نہ ہی پیغام حق کے اخفا کے مرتکب ہوئے۔ بلکہ الٰہی وعدوں کے ایفاء کے وقت کے منتظر رہے . . . اور پھر آخر کار وہ وقت آ گیا جب کہ اہل طائف ہی نہیں اہل عرب نے اسلام قبول کر لیا اور جاء الحق و زھق الباطل کی پیشگوئی پورے آب و تاب سے پوری ہو گئی۔

ہجرت کے بعد ہر سمت سینکڑوں طاقتور لشکر سامنے تھے۔ بھوک اور سنگساری کے عذاب سے بچنے والوں کے لئے . . . خون آشام تلواریں تڑپ کر نیاموں سے باہر آ چکی تھیں لیکن مرد حق آگاہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری ثابت قدمی اور استقلال سے کلمۂ حق کے اظہار کے لئے بے قرار تھے۔ اگر سخت خطرہ کے پیش نظر جھوٹ بول کر جان بچانے کی اجازت اسلام میں ہوتی تو بدر۔ احد اور احزاب ایسی جنگوں کے وقت اس قسم کی گنجائش سے ضرور فائدہ اٹھایا جاتا۔ ایک دنیادار انسان تو اس سے بہت کم خطرہ کے وقت بھی جھوٹ اور کذب بیانی کے جواز کا فتویٰ دے دیتا۔ مگر وہ وجود جو الملک الحق کا نمائندہ بن کر آیا ہو اور جس پر قرآن مجید جیسی حق و صداقت سے لبریز کتاب نازل ہو چکی ہو اور جس نے ماموریت سے پہلے بھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ خدا کی آواز سننے کے بعد حق گوئی سے کیونکر باز رہ سکتا تھا . . . یہ صداقت شعاری کا کرشمہ تھا کہ طاقتور باطل پرست شکست کھا گئے اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے بارہ میں سچا ثابت ہو گیا!

گذشتہ بیان سے عیاں ہے کہ حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی زندگی میں جو جہاد کیا۔ اس میں بھی صرف سچائی اور راستبازی کو مد نظر رکھا اور خطرات میں بھی حق کے راستہ سے سر مو انحراف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے معاند بھی
اسلام بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں
کہ پورے یقین اور وثوق سے کہا جا
سکتا ہے کہ آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو
بھی سچائی کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی
ہوگی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے چنانچہ
تاریخ اور احادیث کی کتب میں بکثرت
ایسے فرمودات موجود ہیں جن میں
زندگی کی تمام راہوں میں سچائی کو اختیار
کرنے اور جھوٹ سے اجتناب کرنے
کا ارشاد فرمایا گیا ہے آج سے چودہ سو
سال قبل عرب کے جاہلی معاشرہ میں جھوٹ
اسی طرح رواج پا گیا تھا جس طرح آج زندگی
کے ہر شعبہ میں اسے ناگزیر سمجھا جاتا ہے
لیکن حضور کے اس مقدس ہادی صلی اللہ
علیہ وسلم نے پُر تاثیر ارشادات اور
پُرکشش نمونہ سے اس جھوٹ سے لبریز
معاشرہ کی اس طرح تطہیر کی کہ اسے بالکل
بدل کر رکھ دیا۔ اگر ہم اس آزمودہ کار اور
نسخہ کیمیا مصلح کو اپنے معاشرہ کی
باگ ڈور دینے پر آمادہ ہو جائیں تو
ہمارا معاشرہ بھی جھوٹ، تصنع اور
شیطانی افعال سے یکسر پاک ہو سکتا
ہے۔

راست گفتاری کی تلقین

حضرت زبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جنگ حنین سے واپس تشریف
لا رہے تھے تو بہت سے دیہاتی آپؐ
سے چمٹ گئے اور مال و اسباب مانگنے
لگے آپ انہیں دیتے گئے حتیٰ کہ آپؐ کی
چادر بھی ایک شخص نے لے لی۔ اس پر
آپؐ نے فرمایا کہ میری چادر مجھے دے دو
خدا کی قسم اگر ایک بڑے درخت کے
برابر بھی میرے پاس مال کا ڈھیر ہو تو تم
مجھے بخیل نہ پاؤ گے نہ جھوٹا نہ بزدل
بخاری (کتاب الجہاد) کی اس حدیث
سے ظاہر ہے کہ سائل کو دیتے ہیں آپؐ
نے نہ بخل فرمایا۔ نہ ہی جھوٹ سے کام
لیا۔ بلکہ جو کچھ پاس تھا وہ دے دیا۔ اس
میں ان لوگوں کے لئے سبق ہے جو سائل
کے سوال سے بچنے کے لئے جھوٹ بول
جاتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔
بخاری (کتاب البیوع) میں ایک اور
حدیث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا سچائی
اختیار کرے تو اس کی تجارت بابرکت
ہوگی ورنہ وہ دکاندار اور جھوٹ بولنے
والے تاجر کا کاروبار برکت سے خالی
خالی ہوگا۔ آج کل تاجر صاحبان مختلف
ناجائز طریقوں سے بہت سا مال کما لیتے ہیں
لیکن ان کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی۔ نہ
انہیں اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے
نہ لوگوں میں نیک نامی اور اچھی شہرت
ہوتی ہے نہ انہیں اس مال کو نیکی کے
راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق ملتی
ہے۔ نہ ان کی اولاد اور اگلی نسل میں
دینداری ہوتی ہے۔ اگر تاجر حضرات
سچائی اختیار کریں تو ان کی ساری
تجارت بابرکت ہو جائے گی۔

اسی باب میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جس بات
یا جس کام سے دل میں شک اور اضطراب
پیدا ہو اسے ترک کر دو اور جس فعل
سے دل مطمئن ہو اسے کر لیا کرو۔ ایک
ایسی ہی روایت میں جو ترمذی میں
مذکور ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کی وجہ بھی بیان فرمائی
ہے کہ سچائی سے دل کو اطمینان حاصل
ہوتا ہے اور جھوٹ سے تذبذب اور
شک پیدا ہوتا ہے۔ گویا انسان کا اپنا
دل گواہی دیتا ہے کہ فلاں کام جائز ہے
اور فلاں ناجائز۔ چونکہ ایک مسلمان
کو صدق کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور
اطمینانِ قلب کی بھی۔ اس لئے شک
اور دل میں اضطراب پیدا کرنے والے
تمام افعال سے منع فرما دیا۔ اس نصیحت
پر عمل کرنے سے مومن کا قدم صراط مستقیم
پر مضبوطی سے قائم ہو جاتا ہے۔

بخاری (کتاب الادب) میں حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی
جنت کی طرف اور جو شخص ہمیشہ سچ
بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق کا
لقب پاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ جھوٹ
فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور
فسق و فجور کے نتیجے میں انسان دوزخ
کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ
جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور
میں کذاب (جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔
ایک اور مشہور حدیث میں جھوٹ کو منافق
کی علامت کے طور پر بیان فرمایا گیا
ہے (مسلم۔ کتاب الایمان) جس سے
یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مومن جھوٹ
سے پرہیز کرتا ہے اور اگر بظاہر مسلمان
کہلانے والا شخص جھوٹ بولتا چلا جاتا
ہے تو اس کا ایمان مشتبہ ہو جاتا ہے
اور یہ ممکن ہے کہ کذب بیانی اسے
در اصل جہنم کر دے۔ اسی طرح ترمذی
(کتاب الشہادات) میں حضرت
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے آدمی کی گواہی
کو رد کر دینے کا ارشاد فرمایا ہے یعنی
جس شخص کے بارہ میں مشہور ہو کہ وہ
جھوٹ بولتا ہے یا اسلامی عدالت
نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو کہ وہ
جھوٹا ہے تو آئندہ مقدمات میں
اس کی شہادت قابل قبول نہیں
ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
کبھار اپنے اصحاب سے فجر کی نماز
کے بعد دریافت فرماتے کہ کیا ان میں
سے کسی نے کوئی خواب دیکھی ہے۔
ایک مرتبہ آپؐ نے اپنی خواب بیان
فرمائی کہ آپ کو عذاب کے کچھ نظارے
دکھائے گئے ہیں۔ ان نظاروں میں
آپؐ نے دیکھا کہ ایک شخص کے جبڑوں
ہونٹوں اور آنکھوں کو چیرا جا رہا ہے
دریافت کرنے پر آپؐ کو بتایا گیا کہ
یہ جھوٹ بولنے والا انسان ہے جو جھوٹ
کو رستا اور جھوٹی اور غلط باتیں اور
افواہیں لوگوں میں پھیلاتا چلا جاتا اور
وہ خوب پھیل جاتی ہیں۔ اس کذب
بیانی کے نتیجہ میں اسے یہ عذاب دیا
جا رہا ہے۔ (بخاری کتاب الرؤیا)
اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹی
خبریں پھیلانے والے دنیا میں
ہی ذلیل نہیں ہوتے۔ آخرت
میں بھی ان لوگوں کے لئے خاص
عذاب مقدر ہے جو انتہائی دکھ
دینے والا اور ہتک آمیز ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک انسان
کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہی نشانی
کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو
دوسرے لوگوں میں پھیلا دیتا ہے یعنی
بغیر تحقیق کرنے کے ہر بات کو آگے نہیں
پہنچانا چاہیئے ورنہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ
کے نزدیک جھوٹوں کی فہرست میں لکھا
جاتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کے عیوب
پھیلانے سے بھی منع کیا گیا ہے اور اس
کا نام غیبت رکھا گیا ہے۔
(مسلم کتاب البر و الصلۃ)

بخاری کتاب الادب میں روایت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے پوچھا
کہ کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں میں
سے چوٹی کے گناہ بتاؤں؟ حاضرین کو اپنی
طرف پوری طرح متوجہ کرنے کے لئے آپ نے
یہ سوال تین مرتبہ دہرایا۔ صحابہ نے عرض
کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ہمیں ضرور آگاہ
فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا
گناہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا
ہے۔ پھر اس سے اتر کر بڑا گناہ والدین
کی نافرمانی ہے۔ آپؐ اس وقت تکیے
سے سہارا لگائے ہوئے تھے۔ پھر اُٹھ
کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ دیکھو جھوٹی بات
کہنا اور جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ
ہے۔ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اور آپ
بڑے جوش سے آخری کلمات دہراتے
رہے۔ تاکہ جھوٹ کی قباحت اور اس کی
ہیبت دلوں پر اچھی طرح بیٹھ جائے۔
حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ آپؐ نے ان کلمات کو اتنی بار دہرایا
کہ ہم نے دل میں کہا۔ کاش حضور صلی
اللہ علیہ وسلم اب بس کر دیں اور زیادہ
تکلیف نہ اٹھائیں۔

یہ جوش اور تکرار اس لئے تھا تاکہ
امت کے سامنے جھوٹ کی قباحت اور
برائی خوب کھل کر آ جائے اور لوگ اسے
معمولی گناہ نہ سمجھیں۔ قرآن مجید نے بھی
تاکیدی حکم جھوٹ سے بچنے کا دیا ہے
(الحج۔ آیت ۳۱)
اسی طرح نیک بندوں کی نشانیاں
بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جھوٹ سے
پرہیز کرتے ہیں اور جھوٹی گواہی ہرگز
نہیں دیتے۔
(الفرقان۔ آیت ۷۳)
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں
قرآن مجید میں ہے کہ آپ تکلف اور تصنع
سے مجتنب رہتے تھے۔
(ص۔ آیت ۸۷)
کیونکہ تکلف میں بھی جھوٹ کا ایک مخفی
پہلو ہوتا ہے اسی وجہ سے قرآن مجید نے
بدظنی سے روکا ہے اور صادقین کی
معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے
اس کے بغیر کوئی معاشرہ جھوٹ سے
کلی طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحبت
صادقین اختیار کرنے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں
سچائی کو اپنا شعار بنانے کی توفیق
ارزانی فرمائے۔ آمین۔

ہے عاشقِ صدق و سداد و راستی
دشمنِ کذب و فساد و شر ہے
(مسیح موعود)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرفِ انسانیتؐ کو معراج پر پہنچانے والا رسولؐ

(مکرم مسعود احمد خان صاحب ایم۔اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

قرآن مجید میں شرفِ انسانیت کا اعلان ان مبارک الفاظ میں کیا گیا لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہت شرف بخشا ہے۔ یہاں بنی آدم کہہ کر ہر قسم کی تخصیص کی نفی کر دی۔ ہر شخص بلالحاظ رنگ و نسل، قوم و ملک، مذہب و نظریات، قبیلہ و خاندان اور دنیوی مرتبہ اور دولتمندی بحیثیت انسان تکریم اور شرف کا حقدار ہے۔

قرآنِ مجید میں اس اعلانِ تکریم انسانی سے جہاں انسان کے پیدائشی حق کی تصدیق ہوئی وہاں خود اسلام کے ظہور سے انسان کی عظمت اور اس کے شرف و کمال کو عروج حاصل ہوا گویا لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کہہ کر شرفِ انسانی کا چارٹر ہر انسان کے ہاتھ میں دے دیا گیا اور تمام وہ قیود، تنگیاں اور ناجائز دباؤ انسان پر سے دُور کر دئے جو انسان انسان کے درمیان دیواریں کھڑی کر کے آقا اور غلام، مخدوم اور خادم، امیر اور غریب، حاکم اور محکوم، فاتح اور مفتوح، افسر اور ماتحت، گورے اور کالے، مشرق اور مغرب، ترقی یافتہ اور ترقی پذیر، متمدن اور غیر متمدن کے فرق کو اتنا نمایاں کر دیتے ہیں کہ تنگ آمد بجنگ آمد کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذلت کا جواب نفرت سے، استحصال کا جواب خونریزی سے اور ظلم کا جواب انسانیت سوز حرکات سے دیا جاتا ہے۔ گویا اپنے عمل سے اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ایک کا شرف قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ دوسرے کو شرف کے مقام سے گرا نہ دیا جائے یا پھر یوں کہو کہ بیماری کا علاج موت کو سمجھ لیا جائے۔ دنیا میں بالعموم انقلاب سے مراد یہی لی جاتی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ روحانیت سے عاری انقلابات کے نتیجے میں کبھی محبتیں پروان نہ چڑھیں، خونریزیوں کا خاتمہ نہ ہو سکا اور انسان، انسان دشمنی سے چھٹکارا نہ پا سکا اس لئے کہ تمام انقلابات وقتی استحصالی تدبیروں کے خلاف آواز اٹھا کر کئے جاتے ہیں اور اس حقیقت کو کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی کہ جو انقلاب لایا جائے اس کا مقصد تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہونا چاہیئے۔ کہیں مفتوح فاتح کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور کہیں محکوم حاکم کے خلاف۔ کبھی ایک مذہب کی زور آوری اور زبردستی کے خلاف دوسرے مذہب کے مظلوموں نے آواز بلند کی، اور کبھی غریب نے صرف امیر کو اس کی امارت سے محروم کرنے کی کوشش کی۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ ہر پسماندہ طبقہ کی بیداری میں اس کے رہنما اور اکابر کو اگر ایک طرف اپنے گروہ کی فلاح کا خیال ہوتا ہے تو دوسری طرف اپنی قیادت اور ذاتی تفوق کا نفاذ بھی ان کو اتنا ہی عزیز ہوتا ہے جتنا اپنے دشمنوں کے تفوق کو مٹانا۔ دراصل یہی شخصی یا گروہی اعزاز و امتیاز آگے چل کر مستقبل میں نئے استحصال کا موجب بن جاتے ہیں۔ گویا شرفِ انسانی کے نام پر ہی انسان کو اپنے شرف سے محروم کرنے کے بھی بیج بو دیئے جاتے ہیں۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ فرمایا تو اس میں کسی قسم کی تخصیص نہ کی اور نبیٔ اسلام ہمارے سید و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ہر حال میں شرفِ انسانی کو قائم کر کے دکھایا۔ آپؐ نے خادموں کے شرف کو اس طرح بلند فرمایا کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ پر کما حقہٗ عمل پیرا ہو کر بتایا کہ خدمت میں ذلت نہیں بلکہ انسان کا اصل شرف خدمت میں ہی مضمر ہے۔ جس حال میں بھی ہو اپنے کو دوسروں کا خادم سمجھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں لوگ آرام سے سو رہے تھے کہ ایک شور پیدا ہوا۔ حضور انورؐ کو جب سب سے پہلے پتہ لگا تو بجائے سوئے ہوؤں کو جگا کر اپنی حفاظت کراتے ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہو مدینہ سے باہر نکل گئے اور جب تک کہ دوسرے لوگ جاگے اور ہوش میں آئے اور غل غپاڑے کی وجہ معلوم کرنے کی ترکیبیں کرنے لگے تو ان کا مخدوم بیرونِ شہر سے واپس آتا دکھائی دیا اور حضور پُرنورؐ ان کو تسلی دے رہے تھے جاؤ آرام سے سو رہو میں دیکھ آیا ہوں شور و غل کسی خطرہ کے سبب نہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو قومی خدمت ہے لیکن آقائے دوجہاںؐ نے تو افراد پر اس رنگ میں شفقت فرمائی کہ کوئی خادم بھی اپنے مخدوم کی وہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فاقہ سے ہیں کہ بطور خوراک دودھ کا ایک پیالہ میسر آتا ہے۔ حضورؐ کو فوراً اپنے اصحابِ صفہ کا خیال آ جاتا ہے پیالہ ہاتھ میں اٹھائے ناداروں کے پاس تشریف لے آتے ہیں۔ باری باری ایک ایک کو پلاتے ہیں جو بچ رہتا ہے خود نوش فرماتے ہیں۔ چاہتے تو ان غریبوں کو دودھ کا وہ پیالہ بھجوا دیتے اور غریب پروری کی ایک مثال قائم ہو جاتی لیکن وہ جو فخرِ انسانیتؐ ہے اس کو کافی نہیں سمجھتا کیونکہ شرفِ انسانیت کا تقاضا ہے کہ نادار کی تکریم معزز مہمانوں کی طرح کی جائے۔ انگریزی کا محاورہ ہے BEGGARS ARE NOT CHOOSERS یہاں تو غریب پروری کا وہ انتخاب ہے کہ نادار اصحابِ صفہ اس کو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

غریبوں کے شرف کو یوں قبول کیا کہ جہاں ایک طرف اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کے ارشاد سے غریبوں کو احساسِ کمتری سے بچا لیا وہاں دوسری طرف اس شرف کو امیروں کے لئے قابلِ رشک بھی بنا دیا۔ اب کون فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے ذلیل سمجھ سکتا ہے۔ اور اگر سمجھے تو ابد الآباد کی بدبختیاں اپنا مقدر بنائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے جہاں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان کے لئے ہر پہلو سے نمونہ بنایا اور اس طرح شرفِ انسانیت اپنی معراج کو پہنچا۔ بعض اوقات انسان غلط رسوم و رواج کی وجہ سے ایسی حیثیتوں میں آ جاتا ہے جن میں انسان انسانی شرف کے قابل نہیں ہوتا بلکہ وہ حیثیتیں خود شرفِ انسانیت کے خلاف ہیں جیسے غلاموں وغیرہ کی حیثیت۔ آپؐ نے غیر انسانی حالت میں آ جانیوالوں کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے بتصریح یہ حکم ارشاد فرمایا کہ باوجود ایسی حالت میں ہونے کے ان کو ذلیل نہ سمجھا جائے بلکہ جلد از جلد ان کو اس حالت سے نجات دلا کر اس حیثیت کا مالک بنا دیا جائے جو عین شرفِ انسانی کے مطابق ہے۔ انسان کے لئے سب سے زیادہ قابلِ شرم فعل وہ ہے جب وہ اپنے ہی جیسے انسان کو بے جان چیزوں کی طرح یا پھر حیوانوں کی طرح اپنی ملک سمجھنے لگے۔ یہی نہیں کہ بغیر کسی غلام کے مالک ہونے کے دوسروں کو یہ تلقین فرمائی کہ اپنے غلاموں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہو بلکہ اس پر خود عمل کر کے دکھایا کہ زیدؓ بن حارث اپنے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کرتا ہے اور حضورؐ کا گھر چھوڑنے پر راضی نہیں۔ اور جب اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری ماں تمہارے لئے بے قرار ہے تو اس کو یقین نہیں آتا کہ دنیا میں کوئی ماں اپنے بچے سے ایسی محبت کر سکتی ہے جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں اس کو میسر تھی۔ اور اگر ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے تو اس لئے نہیں کہ اس بچے میں کوئی انسانیت ہے جس کا شرف اس کی محبت کو اپنی طرف کھینچتا ہے بلکہ ماں کی مامتا تو ہر رنگ میں اپنے بچے سے پیار کرے گی لیکن جب محسنِ انسانیت زیدؓ پر اپنی محبتوں کی بارش برساتا ہے اور شفقتوں کا سایہ ڈالتا ہے تو وہ اس شرف کو اونچا کرتا ہے جس سے خالقِ کائنات مالکِ حقیقی اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی مخلوق انسان کو سرفراز فرمایا اور جس کا ایک غلام میں دنیا والوں نے انکار کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

وہ صرف اپنے ہی غلام کو عنایاتِ بے پایاں سے نہیں نوازتا بلکہ غیروں کے غلاموں کو بھی انسانیت کے اس منصب پر دیکھنا چاہتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو بحیثیت انسان پیدا کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہودی مالک ان کی آزادی کی قیمت کئی ہزار کھجور کے پودے مانگتا ہے تو غلاموں کا حقیقی دستگیر کھجوروں کے پودوں کے لئے صرف مومنین سے اپیل ہی نہیں کرتا بلکہ جب وہ جمع ہو جاتے ہیں تو اپنے صحابہؓ کی پاک جماعت کو ساتھ لے کر بنفسِ نفیس یہودی کے باغ میں جا کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان پودوں کو وہاں نصب فرماتا ہے۔ یاد رہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ کی ریاست کے ایسے سربراہ تھے جن کی سربراہی کو میثاقِ مدینہ کے تحت یہودی تسلیم کر چکے تھے۔ کیا تاریخ عالم میں کوئی اور ایسی مثال ملتی ہے کہ سربراہِ مملکت اپنی رعایا میں سے ایک کے باغ میں مزدوروں کی طرح کام کر رہا ہے۔ کس لئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف ایک مجبور و بے کس انسان کو اس کے شرفِ انسانیت کے واگزار کرنے کے لئے۔

آج کے دور کو مزدور کے شرف کا دور سمجھا جاتا ہے لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مزدوروں کا حامی و مددگار اپنے ایک سبزیاں کاشت کرنے والے غریب مزدور صحابی زاہرؓ کو گرمی میں برہنہ جسم دیکھتا ہے تو حلال کمائی کے لئے اس محنت پر تحسین کرتے ہوئے پیچھے سے آکر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کہ وہ محنت کش پہچانے کہ اس کا کون بے تکلف دوست اس سے مذاق کر رہا ہے۔ اُدھر مزدور بھی جانتا ہے کہ وحشت اور بربریت کے اس لق و دق صحرا میں شرفِ انسانیت کا نخلستان صرف ایک ہی وجودِ باجود کی شفقت میں ممکن ہو سکتا ہے اور وہ میرا آقا خدائے عزوجل کا محبوب محمد رسول اللہؐ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے محبوب خالق کی تخلیق کا حسن ہر حال میں دیکھ کر اس کا والہ و شیدا ہو جاتا ہے۔ مزدور بھی فرطِ محبت میں بجائے نام لینے کے اپنے ننگے جسم کو جس پر پسینہ کے علاوہ گرد و غبار کی تہہ جمی ہوئی تھی آپؐ کے مطہر لباس سے رگڑنے لگتا ہے تاکہ آپؐ کے پاک کپڑوں سے اپنے ننگے جسم کو بابرکت کرے کیونکہ حضورِ انور تو کوئی عام پارس نہیں بلکہ وہ خاص الٰہی پارس تھے جو دوسروں کو سونا نہیں بلکہ خود پارس بنا دیتے تھے۔ حضورؐ نے مشفقانہ پیار میں فرمایا ہے کوئی اس کا خریدار۔ انہوں نے عرض کیا مجھ جیسے ناکارہ کا کوئی کیا مول لگائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں ایسا مت کہو خدا کی نگاہ میں تمہاری بڑی قیمت ہے۔ زاہرؓ اپنی جسمانی بدصورتی کو دیکھ رہے تھے لیکن حضورؐ کی جوہر شناس نگاہ ان کے شرفِ انسانیت کو دیکھ رہی تھی۔

دُنیا آج تک حاکم و محکوم کی تمیز کو دُور نہیں کر سکی۔ بادشاہوں نے اپنے کو سجدے کرائے اور انسان سے اس کی انسانیت کا خراج اپنی اولاد در اولاد کے لئے مخصوص کرا لیا۔ جب جابر بادشاہوں کے ظلم و استبداد کے خلاف آوازیں اُٹھیں تو چند امراء نے یہی مناسب سمجھا کہ بادشاہ صرف ان کو ہی چند مراعات دے دے باقی تو عوام کالانعام ہوتے ہیں ان کو انسانی شرف سے کیا واسطہ۔ کاغذ کے اس پرزہ میں جو انگریز قوم کا سرمایۂ صد افتخار ہے اور جس کو میگنا کارٹا کا نام دیا جاتا ہے بادشاہ نے اسی کی انسانیت کو تسلیم کیا ہے۔ کیا زمینوں پر کام کرنے والے مزارعوں کی یا سڑک پر پتھر کوٹنے والے مزدوروں کی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اس میں چند لارڈز اور بیرن یعنی امراء اور کاؤنٹس اور ڈیوکس یعنی نواب وغیرہ کو چند مراعات دی گئی تھیں یا دوسرے لفظوں میں انکو اجازت دی گئی تھی کہ آؤ بادشاہ کے ساتھ تم بھی عوام کا استحصال کر لو کیونکہ شرفِ انسانیت تو طاقت کا دوسرا نام ہے اور وہ عوام کے پاس کہاں۔ رومن لاء کو قانون کی حکومت کے ضمن میں آج بھی اہمیت دی جاتی ہے لیکن کیا اس میں حاکم رومن اور محکوم غیر رومن سب برابر ہو گئے تھے۔ کیونکہ انسانیت تو اقتدار کا نام ہے جو صرف رومن حاکموں کے پاس تھی نہ کہ غیر رومن محکوموں کے پاس۔ فرانس کا انقلاب اگرچہ FRATERNITY اخوت، EQUALITY مساوات اور LIBERTY آزادی کے نام پر برپا کیا گیا تو کیا انہی فرانسیسیوں نے اپنی افریقی نوآبادیات کے مقامی باشندوں پر انہی سنہری اصولوں کے ساتھ حکومت کی تھی۔ بھلا وہ ایسا کب کر سکتے تھے کیونکہ انسانیت کے مندرجہ بالا اصول تو ایک فرانسیسی فلسفی کے بنائے ہوئے تھے ان کا اطلاق تو اسی کی قوم پر ہو سکتا تھا۔ وطنیت کا تقاضا ہے کہ انسانیت کا پیمانہ اپنی قوم کے لئے ہو جبکہ دوسروں کے لئے غیر انسانیت کا پیمانہ ہوتا ہے۔ ابراہام لنکن کو امریکہ کے سیاہ فام باشندوں کا نجات دہندہ سمجھا جاتا ہے لیکن کیا امریکیوں نے غلاموں کے جسموں کو انسانی جسم سمجھتے ہوئے ان کی رُوح کو بھی انسانی رُوح تسلیم کر لیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو سیاہ فام باشندوں کی حمایت میں HUMAN RIGHTS یعنی حقوقِ انسانی کے مظاہرے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔

اس بیسویں صدی میں مساوات اور آزادیٔ ضمیر کے دور میں استحصال سے انسانوں کو آزاد کرانے کے نام پر مادی نظریاتی ریاستوں میں انسان کے اس شرف کو تسلیم نہیں کیا جاتا کہ وہ ایسا نظریہ اختیار کر سکے جو اس کے ضمیر کی آواز ہو لیکن وہ سرکاری نظریہ سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ کیا یہ انسانی شرف نہیں کہ ایک انسان دوسروں کے حقوق کو پامال کئے بغیر اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق روحانی سکون و اطمینان حاصل کرے۔ کیا انسانیت صرف ایک نظریہ کے ساتھ وابستہ ہو سکتی ہے اور کیا ایک گروہ کو یہ حق حاصل ہے کہ محض اپنی اکثریت کے بل پر ایک نظریہ کو دوسروں پر بزور ٹھونس دے۔ اگر شرفِ انسانیت صرف ایک نظریہ کا نام ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک شخص کو یا اسکے ہم آہنگ خیالات رکھنے والے چند مخصوص اشخاص کو شرفِ انسانیت سے متصف سمجھا جائے گا اور باقی لوگوں کو انسان نما جسم رکھنے والے حیوان جن کے شرفِ انسانیت کا انکار از بس ضروری ہو گا جیسا کہ بعض نظریاتی ریاستوں میں ہو رہا ہے۔ گویا پسماندہ طبقہ کے نام پر شرفِ انسانیت کا نعرہ لگانے والوں نے اپنے مخصوص نظریہ سے اختلاف رکھنے والوں کا ایک اور پسماندہ طبقہ پیدا کر دیا۔ لیکن یہ ہمارے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی افتخار ہے کہ آپؐ کی زبانِ فیض ترجمان سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کرایا لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ گویا تم ایک نظریہ سے اختلاف رکھ کر بھی اس نظریہ کے ماننے والوں کے ساتھ انسانیت میں شریک ہو۔ چنانچہ میثاقِ مدینہ مختلف مذاہب کے ماننے والے گروہوں یعنی مسلمان، یہودی اور دوسرے غیر مسلم افرادِ مدینہ کے درمیان ایک لقائے باہمی کا معاہدہ تھا۔ جب تک وہ آپس میں مذہبی آزادی، خیر خواہی، خیر اندیشی کے ساتھ معاملات رکھیں گے اور دشمنوں کے ساتھ تعلقات منقطع رکھیں گے اِنَّھُمْ اُمَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ وہ ایک ہی اُمت بنے رہیں گے۔ یہ تاریخِ عالم میں پہلی مثال ہے کہ ایک مذہب نے دوسرے مذاہب کو اس طرح برداشت کیا ہو اور ان کے ساتھ برابر کے عہد و پیمان کے دستخط کئے ہوں۔ شرفِ انسانیت کا تقاضا ہے کہ بلا لحاظِ مذہب و نظریات انسان کو انسان سمجھا جائے کیونکہ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ میں سب انسان شامل ہیں۔ چنانچہ یہودِ مدینہ کی غداریوں اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ان کے خلاف جب بھی تعزیری کارروائی کی گئی اس میں ان کے مذہب یا نظریات کو مٹانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ان کی کسی عبادت گاہ کو گرایا نہیں گیا۔ ان کے صحائف یا مذہبی کتابوں کو جلایا نہیں گیا۔ ان کے مذہبی بزرگوں کو مارا نہیں گیا یا ان پر جھوٹے اور گھناؤنے اور گندے الزامات نہیں لگائے گئے۔ کیوں؟ اسلئے کہ یہ سب شرفِ انسانیت کے خلاف حرکات ہیں۔ اور مقدس نبیٔ اسلام شرفِ انسانیت کو قائم کرنے آیا ہے نہ کہ مٹانے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

جنگ ایک جرم سمجھا جاتا ہے پس اس جرم کی آڑ لے کر مفتوح قوم کو مجرم قرار دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس کے افراد کے ساتھ اس قدر نارواسلوک کیا جاتا ہے کہ گویا وہ انسان نہیں رہے لیکن حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مفتوح دشمن کی انسانیت بھی قابلِ احترام ہے۔ فتح مکہ کے وقت نہ اہلِ مکہ کا قتلِ عام کیا اور نہ ان کے مال و اسباب پر قبضہ کیا اور نہ ان کو لونڈی غلام بنایا حالانکہ وہ خود ان تمام حرکات کے مرتکب ہو چکے تھے اور مجرم کو اس کے جرم کی سزا دینا عین انصاف ہوتا۔ حتیٰ کہ ان کو ہتھیاروں سے بھی محروم نہ کیا گیا۔ ہاں ایک بار ان کو مار ہی اور وہ شرفِ انسانیت کا سبق تھا۔ وہی قریشِ مکہ جو قومی تفاخر اور تکبر میں دوسروں کو ذلیل سمجھتے تھے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو تو جو مکہ میں ایک غلام تھے رسیوں میں جکڑ کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا کرتے تھے مکہ فتح ہوا تو اسی حبشی غلام کو امان عطا کرنے کا منادی بنا دیا۔ گویا ان کو بتایا جا رہا تھا کہ جس انسان کے شرفِ انسانیت کا تم انکار کرتے تھے آج اپنے شرفِ انسانیت کو اسی کے طفیل بچا لو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

لوگ دنیوی عزّ و جاہ کو موجبِ شرفِ انسانیت سمجھتے ہیں۔ اس کے لوازمات کو اسی لئے استعمال کرتے ہیں کہ وہ مشرف و مکرم سمجھے جائیں۔ گویا شرفِ انسانیت کپڑوں میں ہے، زیورات میں ہے، شاندار حویلیوں میں ہے۔ مگر شرفِ انسانیت کا علمبردار جب بادشاہ بنا تو لوگوں کے حقوق اس طرح دئے کہ عادل سے عادل بادشاہ کو بھی وہم و گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ رعایا کے حقوق اس طرح دئے جاتے ہیں لیکن بحیثیت بادشاہ اپنے لئے کوئی حق نہ مانگا۔ نہ تاج نہ تخت نہ محل نہ زرق برق لباس نہ جاہ و حشم نہ سپاہ و خدام نہ طبل و علم ایسا بھی ہرگز نہ تھا کہ حضورؐ کو مقدرت نہ تھی اور آسائش و آرام کے لوازمات اپنی دُنیا میں بنائے نہ گئے تھے۔ بلکہ حضورِ پرنور کو مقدرت بھی تھی۔ قیصر و کسریٰ نے آسائش و عشرت کے سامان اپنے لئے بنائے ہوئے تھے اور صحابہ کرامؓ اجازت ہونے پر دُنیا کے وہ آرام و آسائش اپنے محبوب مطاعؐ کے قدموں میں لا کر ڈال سکتے تھے لیکن یہاں حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب کچھ منظور ہی نہ تھا بیشک یہ سب [illegible] ہیں۔ ناپائیدار چونچلے ہیں۔ شرفِ انسانیت کو اُونچا کرنے کے بجائے اس کو گھن کی طرح کھا جانے والے ہیں۔ اِس لئے آپؐ نے کہا تو یہی کہا "کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ تو اس دُنیا کے مزے لُوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت"۔ زوجۂ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے سونے کے کنگن پہنے تو اُتروا دیئے کہ محمد (رسول اللہؐ) کی بیوی کو یہ زیبا نہیں۔ صاحبزادی حضرت خاتونِ جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے کا ہار دیا تو فرمایا اے فاطمہ تم کیا لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی گلے میں آگ کا طوق ڈالے ہے۔ انہوں نے بھی جس گود میں پرورش پائی تھی اس کی لاج رکھی ہار بیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام آزاد کر دیا گویا ظاہری شان و شوکت سے ایک مظلوم انسان کی آزادی میں زیادہ شرفِ انسانیت کا اظہار ہے۔

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں والی زندگی گزارتے تو آپؐ کی ریاست میں کوئی فرق نہ آتا اور یقیناً اپنی خداداد قابلیت سے اس حیثیت میں بھی عرب کے بے نظیر بادشاہ ثابت ہوتے لیکن پھر دُنیا یہی سمجھتی کہ شرفِ انسانیت تاج و تخت میں ہے، مال و منال میں ہے، زرق برق لباس میں ہے غریب و فقیر، کمزور و نادار کی انسانیت کے شرف کا پتہ کیسے چلتا اور پھر قرآن مجید کے ارشادِ ربانی

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

کے معنے کیسے سمجھ میں آتے۔ [illegible]

اَتْقٰکُمْ کے دروازے سب کے لئے یکساں کھلے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت۔ بعثت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت عورت کی ذلت اس سے تصور کی جا سکتی ہے کہ وہ مرد کی ملک ہوتی جس کی وفات کے بعد ورثاء اس کو ترکہ میں بانٹ لیتے۔ حضور اکرمؐ نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کہہ کر عورتوں کے شرفِ انسانیت کے قیام کو اَتْقٰکُمْ کی شرط بنا دیا اور عملی نمونہ تو یوں دکھایا کہ متعدد شادیاں کیں اور ہر بیوی آپؐ کی جاں نثار ثابت ہوئی۔ ایک شخص متعدد عورتوں کے بحیثیت ازواج شرفِ انسانیت کو قائم کر کے دکھاتا ہے حیف ہے ان پر جو تعدد ازدواج پر اعتراض کریں لیکن ایک عورت کو اس کا شرف نہ دے کر اس کے ساتھ آرام کی زندگی نہ گزار سکیں اور طلاقوں کی کثرت سے عورت کی حیثیت پاپوش سے زیادہ نہ رہے کہ جب چاہا بدل لیا۔

خیرکم خیرکم لاھلہ فرما کر یہ بتایا کہ گھریلو زندگی اس قدر خوشگوار ہو کہ آدمی بیوی کے ساتھ عمر بھر سکون محسوس کرے تو بیوی کو خاوند کی رفاقت میں بشاشت میسر ہو۔ لازمی بات ہے کہ دونوں کی پاکیزہ محبت ایک ایسا روحانی ماحول پیدا کر دے گی کہ اس کو ریاض الصالحین کہا جا سکے اور ان صالحین کے پودوں پر ان کے بچے مثل پھول اور پھل کے ہوں۔ ان کی عمدہ پرورش سے اس باغ کی زیب و زینت دوچند ہو جائے۔ جس گھر میں ماں باپ خوشگوار ماحول قائم کرنے سے قاصر ہوں اس میں کبھی بچوں کے شگوفے حقیقی شگفتگی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔ اور بچہ تو انسانیت کا بیج ہے اگر بیج کی غور و پرداخت نہ ہو تو وہ کیسے ایک بارآور درخت بن سکتا ہے۔ ہمارے سید و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کے الٰہی ارشاد کے تحت ماں باپ کو آگاہ فرمایا کہ بچہ بھی بنی آدم ہے اَکْرِمُوا اَولادکم وہ بھی اُس تکریم انسانی کا حقدار ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے۔

غرض انسانیت خواہ کسی رنگ میں ضعیف و نزار بیکس و نادار ہو کر آئے ہمارے محسنِ اعظم رسولِ اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرفِ انسانیت کا عَلَم اُٹھا کر اس کو اسی معراج پر پہنچانے کے لئے [illegible] ہر دم اور ہر آن [illegible] اور ایک شجاع اور قوی پہلوان کی طرح شیطان کے ان تمام حربوں کا قلع قمع کر دیتے ہیں جن سے وہ انسان کا ازلی دشمن بار بار شرفِ انسانیت کو مٹانے کے لئے حملہ آور ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ [illegible]
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

دونوں جہاں میں عظمتِ انساں تمہی تو ہو

رُوئے زمیں پہ دین کے سُلطاں تمہی تو ہو ۔ شمس و قمر سے بڑھ کے درخشاں تمہی تو ہو
دیں کے فلک پہ مہرِ درخشاں تمہی تو ہو ۔ برتر ز حُسنِ یُوسفِ کنعاں تمہی تو ہو
لاریب لائے تھے تو صحائف بھی انبیاء ۔ فخرِ رُسل و صاحبِ قرآں تمہی تو ہو
ہے نہر گرچہ علم کی دُنیا میں ہر طرف ۔ بحرِ علوم و منبعِ عرفاں تمہی تو ہو
تیرا وجود باعثِ تخلیقِ دو جہاں ۔ دونوں جہاں میں عظمتِ انساں تمہی تو ہو
ہر فرد سرنگوں ہے احساں سے آپ کے ۔ خلقِ خدا میں رحمتِ یزداں تمہی تو ہو
جور و جفا و ظلم و تعدّی کے دَور میں ۔ اَب بیکسوں کے درد کا درماں تمہی تو ہو
دیں کا چمن تو بادِ خزاں سے ہے پائمال ۔ شامِ بہار صُبحِ گلستاں تمہی تو ہو
اَبرِ سیاہ چھایا ہے دُنیا میں ہر طرف ۔ ظُلمت کدہ میں شمعِ فروزاں تمہی تو ہو

اَے مظہرِ خُدا کبھی ہادی پہ اِک نظر
اس کی نظر میں آیتِ رحماں تمہی تو ہو

(حکیم سید عبدالہادی بہاری مرحوم)

لمبے بُوٹ ہاؤس انارکلی لائلپور
اَب دوبارہ کھول دی گئی ہے
شیخ حشمت اللہ وضیاء اللہ انارکلی لائلپور

گورنمنٹ سے منظور شدہ
ٹیلیفون ۶۳۳۵۹
پاکستان کے سب سے پُرانے باڈی بلڈرز
قائم شدہ سنہ ۱۹۲۰ء
لائسنس نمبر ۱۲/۶۵
میسرز محمد اسمٰعیل اینڈ سنز
موٹر باڈی بلڈرز - ۱۱۶ کشمیر روڈ - راولپنڈی
بہترین اسٹیل بس باڈیاں ۔ وُڈن اینڈ اسٹیل ٹرک باڈیز
پٹرول ٹینکرز — واٹر ٹینکرز — اسٹیشن ویگن
باڈی بنانے والا ادارہ

شفا میڈیکو
ایکسرے ڈیپارٹمنٹ
- فیس ایکسرے ۱۶/- روپے
- فیس ای سی جی ۳۰/- روپے
- گھر پر ایکسرے کرنے کی فیس ۵۰/- روپے
- گھر پر ای سی جی کرنے کی فیس ۵۰/- روپے
گاڑی کا انتظام ہم کریں گے
خون، بلغم، پیشاب وغیرہ کے امتحان کا مکمل انتظام ہے
ہمارا ۳۰ سالہ تجربہ اور نیک شہرت حُسنِ کارکردگی کی ضمانت ہے
شفا میڈیکو ایکسرے [illegible]
چوک میو ہسپتال - لاہور۔ فون ۶۳۳۹۳

سائیکل، ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط، خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ:- محبوب عالم اینڈ سنز۔ راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہبی رواداری کے بارے میں اسلامی تعلیم
اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عملی نمونہ

مولوی رشید احمد صاحب چغتائی مربی سلسلہ احمدیہ ربوہ

ہمارا پیارا دین اسلام اپنوں اور بیگانوں سب کے لئے صلح و آشتی اور امن و سلامتی کی تعلیم سے معمور ہے اور ہمارے پیارے آقا سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پیاری اسلامی تعلیم دیگر مذاہب اور ان کے ماننے والوں کے متعلق جس رواداری کی حامل ہے اس کی غیر مذاہب میں نظیر نہیں ملتی۔ اس بارے میں مختصراً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات کی روشنی میں چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام اقوام کے متعلق اصولی طور پر یہ تعلیم دی کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضور پر وحی ربانی کے ذریعہ ظاہر کیا گیا کہ

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر ع ۳)

یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔

اس تعلیم کے ذریعہ چونکہ سب اقوام کے مبلغوں کے تقدس کو قبول کر لیا گیا ہے اس لئے وہ منافرت جو دائرہ ہدایت کو محدود کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے دل سے دور ہو جاتی ہے اور انسان عقیدۃً اس امر کو تسلیم کر لیتا ہے کہ سب مذاہب کی اصل سچائی پر مبنی ہے کیونکہ ان کی ابتداء خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تھی۔

بندوں نے خواہ ان مذاہب کو کتنا ہی بگاڑ دیا ہو پھر بھی خدا تعالیٰ کی ہدایت میں سے کچھ نہ کچھ ان کے پاس ضرور موجود ہے اس لئے باوجود اختلاف کے انہیں محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تعلیم دے کر اپنی امت کو بتایا ہے کہ انہیں دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے جذبات کا ہمیشہ احترام کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انہیں سچا سمجھ کر ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ آیت شریفہ

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔
(پارہ ۱۹ ع ۲)

کی تشریح کرتے ہوئے تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں تم سے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے بدلہ میں کسی اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو صرف اتنا ہی ہے کہ اگر کسی شخص کا دل اسلام کی صداقت قبول کرنے کے لئے کھل جائے تو وہ اپنی مرضی سے اس راہ کو اختیار کر لے جو اسے خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جائے اور اپنے رب کی رضا حاصل کر لے۔

یہ آیت اسلام کے اس بلند ترین نظریہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے کہ قبول مذہب کے بارہ میں ہر شخص کو آزادی رائے کا حق حاصل ہے اور اسے پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے قبول کرے اسلام میں کسی پر جبر و تشدد روا رکھنا جائز نہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اس وقت عرب اور دوسرے ممالک کے لوگ مذہبی معاملات میں جبر و تشدد کو روا رکھنا بالکل جائز سمجھتے تھے لیکن قرآن کریم نے اس طریق عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ ع ۳۴)

یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ہدایت اور گمراہی کے معاملہ میں خدا تعالیٰ نے نمایاں فرق کر کے دکھا دیا ہے۔ پس جو سمجھنا چاہے وہ دلیل سے سمجھ سکتا ہے۔ اس پر جبر نہیں کرنا چاہیئے۔

اس آیت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسلام غیر مذاہب سے کس قدر رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور مذہبی معاملات میں انہیں کس قدر آزادی عطا کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسلام کی اس روشن تعلیم کے ہوتے ہوئے یورپین مستشرقین نے انتہائی ظلم سے کام لیتے ہوئے بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ کا غیر مذاہب سے سلوک جبر و تشدد پر مبنی تھا۔ اور آپ کا مذہب تلوار کا مذہب تھا۔ حالانکہ مذہبی رواداری پر اسلام نے اس قدر زور دیا ہے کہ جس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔

غرضیکہ مذہب اختیار کرنے اور اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کے بارے میں اسلام نے جبر کو ہرگز پسند نہیں کیا بلکہ پوری طرح آزادی دیتے ہوئے اعلان کیا ہے:

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ
(کہف ع ۴)

یعنی لوگوں میں اعلان فرما دیجئے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہے جو چاہو تو اسے قبول کرو (اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کے وارث بن جاؤ اور چاہو تو انکار کر دو اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاؤ) دین کے معاملہ میں زبردستی کا تو سوال ہی نہیں جو شخص جس بات کو چاہے اختیار کرے وہ اپنے عمل کا نتیجہ بھگتے گا۔ مگر اسے جبراً نہیں منوایا جائے گا۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب کسی قسم کی مذہبی بحث ہو تو جوش میں آ کر گالیوں پر نہیں اتر آنا چاہیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ
(انعام رکوع ۱۳)

یعنی وہ ہستیاں جنہیں تم نہیں مانتے خواہ انہیں خدا کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہو پھر بھی انہیں برا بھلا نہ کہو ورنہ وہ بھی اس خدا کو گالیاں دینے لگیں گے۔ جسے تم مانتے ہو اور اس طرح تم خدا تعالیٰ کو گالیاں دلوانے کا موجب ہو جاؤ گے۔

اس طرح اسلام کی یہ ہدایت ہے کہ صرف مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:-

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (بقرہ ع ۲۴)

یعنی تم جنگ تو کر سکتے ہو۔ مگر صرف انہی سے جو تم پر حملہ آور ہوں۔ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی پر حملہ کرنا درست نہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تعلیم دی کہ غلاموں کی آزادی میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ چنانچہ جنگ حنین کے موقعہ پر سینکڑوں غلام جو پکڑے آئے باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھے آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدنی سلوک کے بارہ میں مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز کو بھی اڑا دیا۔ اور ان کے حقوق ایک جیسے قرار دئے۔ مثال کے طور پر آپ سے پہلے یہودیوں میں یہ حکم تھا کہ تم اپنے بھائیوں یعنی یہودیوں سے سود نہ لو۔ دوسروں سے لیا کرو (استثناء باب ۲۳ آیت ۱۹-۲۰ و احبار باب ۲۵ آیت ۳۵ تا ۳۷) مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود نہ یہودیوں سے لو نہ عیسائیوں سے نہ مسلمانوں سے۔ گویا سب سے ایک سا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا (بقرہ ع ۳۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر مذاہب والوں سے برتاؤ کا اپنا عملی نمونہ

جب ہم سرورِ کونین آقائے نامدار خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی جانب نظر کرتے ہیں تو تاریخ واقعاتی گواہی سے بھری پڑی ہے جس سے عیاں ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مذاہب کے پیروؤں کے متعلق اپنے عمل اور کردار کے رنگ میں کیا ہی شاندار نمونہ پیش کیا۔ یہاں ان میں سے چند ایک شاہکار کا تذکرہ کیا جاتا ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۔ نجران کے عیسائیوں کا واقعہ

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیسائیت کی تائید میں بحث کرنے کے لئے آیا مگر باوجود اس کے کہ وہ اسلام کے بالمقابل اپنے مذہب کی تائید کے لئے آئے تھے جب اُن کی عبادت کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی میں ہی اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دیدی اور انہوں نے سب کے سامنے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۳۵ و سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۰۹)

مذہبی رواداری کا یہ کتنا عظیم الشان نمونہ ہے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ عمل سے واضح ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"اس سلوک کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانیں لینے کے لئے اور اُن پر ظلم کرنے کے لئے آئے تھے۔ جو جانیں دینے کے لئے آیا کرتا ہے کیا وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی مسجد میں غیر مذاہب والوں کو عبادت کی اجازت دے سکتا ہے۔ اور مسجد بھی وہ جس کے متعلق آپ نے آخر المساجد فرمایا ہے اور جس میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی نسبت بہت زیادہ قابل ثواب قرار دیا ہے اس مسجد میں خدا تعالیٰ کے نبی کی موجودگی میں اور اسی نبی کی موجودگی میں جو خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے آیا تھا۔ نصاریٰ صلیبیں لٹکا کر عبادت کرنا چاہتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کیا حرج ہے کر لو۔ آج بڑے بڑے رواداری کا دعویٰ کرنے والوں کو بھی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ اپنی عبادت گاہوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کو عبادت کرنے دیں"

۲۔ ہمسایوں سے حسن سلوک

غیر مذاہب والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک کی اس سے زیادہ روشن مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں سے خواہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس کے متعلق اتنا زور دیتے تھے کہ صحابہؓ ہر وقت اس کی پابندی ملحوظ رکھتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ایک دفعہ گھر میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کہیں سے اُن کے ہاں گوشت آیا ہوا ہے انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا یہودی ہمسائے کو گوشت بھیجا ہے یا نہیں۔ اور پھر آپ نے اس بات کو تین بار دہرایا کہ گھر والوں نے کہا کہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جبرائیل نے اتنی دفعہ مجھے ہمسایہ کے حق میں تاکید کی کہ میں نے سمجھا کہ شاید اسے وراثت میں شریک کر دیا جائے گا۔ عملی سلوک تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے غیر مذاہب کے لوگوں سے روا رکھا۔

۳۔ جنگ کے دوران غیر مذاہب والوں کے متعلق خصوصی ہدایات

جب حضور جنگ کے لئے جاتے تو سپاہیوں کو خاص طور پر حکم دیتے کہ کسی قوم کی عبادت گاہیں نہ گرائی جائیں ان کے مذہبی پیشواؤں کو نہ مارا جائے عورتوں پر اور بوڑھوں پر اور بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین کا یہ کیسا ظالمانہ اعتراض ہے کہ آپ نے اسلام کو دوسرے مذاہب والوں پر جبراً اور تلوار کے ذریعے مسلط کیا۔ اگر آپ دوسرے مذاہب کے ایسے ہی دشمن ہوتے جیسے مخالفین آپ کو سمجھتے ہیں تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ کیا آپ یہ حکم دیتے کہ ان مذاہب کے راہنماؤں کو چھوڑ دیا جائے؟ آپ تو یہ کہتے کہ سب سے پہلے ان کو مارا جائے مگر آپ نے فرمایا۔ جو تلوار لے کر حملہ کرتا ہے اسے تو بے شک مارو لیکن جو لوگ مذہبی کاموں میں مصروف رہتے ہوں انکو کچھ نہ کہو

۴۔ لا تثریب علیکم الیوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی مخالفت کا سبب "اجعل الآلھۃ الٰھًا واحدًا" اور "وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید" کی آیات سے آشکار ہے۔ یعنی یہ کہ کئی بتوں وغیرہ معبودوں کی بجائے ایک ہی ذات "اللہ تعالیٰ" کو معبود یگانہ قرار دیتے ہیں۔ اور انہیں خدائے واحد پر ایمان لانے کی وجہ سے مخالفین ایذا رسانی کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ تو ان کا کوئی قصور نہیں۔ کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر مظالم کتنے بھیانک تھے اُن کا تصور کر کے بھی آنکھیں اشکوں سے بھر جاتی اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مدینہ کی طرف سے ہجرت سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیارے صحابہؓ مکہ میں برابر تیرہ سال کفار کی طرح طرح کی چیرہ دستیوں کا تختہ مشق بنائے گئے تھے۔ سوشل بائیکاٹ بھی کیا گیا۔ اور جسمانی اذیتیں بھی پہنچائی گئیں غرض ہر طرح اسلام اور حضور اور آپ کے ماننے والوں کی تباہی کے درپے رہتے تھے ان تمام مظالم کے باوجود جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ عفو و کرم رواداری اور حسن سلوک کا وہ اعلیٰ

ھو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ملک بھر میں مقبول

پکے رنگ

اعلیٰ ڈیزائن

سفینہ کے پارچات

ہر جگہ دستیاب

ملز فون ۷۹۲۶

آفس فون ۲۲۴۳ - ۷۰۱۶

* ڈریس * چھینٹ

* لون

* لٹھا

* پاپلین * کیمرک * پردہ کلاتھ * اگرعرض

آفس سفینہ پرنٹنگ ملز ہنڈی گلی لاہور

تفسیر القرآن انگریزی پانچ جلدوں میں دستیاب ہے

ملنے کا پتہ:- اورنٹیل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ

اپنی مصنوعات کو غیر ممالک میں متعارف کرانے یا غیر ممالک سے مال درآمد کرنے کیلئے

آپ کا اپنا ادارہ

اے۔ چوہدری اینڈ کمپنی

امپورٹرز اینڈ ایکسپورٹرز

۲۵۔ برانڈرتھ روڈ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۲۹۵ لاہور

فون نمبر ۵۸۲۲۲

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونہ دکھایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی حضرت مصلح موعود اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"آپ نے مکہ والوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اگر اُس وقت اُن کے جسموں کا قیمہ بھی کر دیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں یہ اُن کے جرموں کے مقابلہ میں کافی سزا نہ تھی۔ مگر جب انہوں نے کہا ہم سے وہی سلوک کیا جائے جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا تو آپ نے فرمایا:-

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

جاؤ تمہیں معاف کیا جاتا ہے اور تمہیں کوئی ملامت نہیں کی جاتی۔

یہ وہ عظیم الشان نمونہ ہے جو اس جنگ کا جو آپ کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان بیس سال تک جاری رہی تھا اس نمونہ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں پر ظلم کیا اور انہیں تلوار کے زور سے اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ تعصب یا جہالت سے اعتراض کرنا اور بات ہے ورنہ جو شخص حقائق پر غور کرنے کا عادی ہو وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں اپنے دشمنوں سے نیک سلوک کرنے والا اور کوئی نہیں گذرا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت یوسف نے بھی اپنے بھائیوں کو لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہا تھا مگر یوسف کے سامنے ان کے اپنے بھائی کھڑے تھے جن کی سفارش کرنے والے ان کے ماں باپ موجود تھے مگر وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے آپ کے عزیزوں اور بھائیوں کے قاتل تھے۔ حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے والے کون لوگ تھے؟ حضرت زینبؓ کی وفات کا باعث کون لوگ تھے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی کو مارنے والے کون لوگ تھے جبکہ وہ حاملہ تھیں اور خاوند نے اس خیال سے کہ لوگ اسلام کی عداوت کی وجہ سے لوگ انہیں تنگ کرتے ہیں مدینہ روانہ کر دیا تھا مگر کفار نے راستہ میں انہیں گرا دیا۔ جس سے اسقاط ہو گیا اور اسی وجہ سے بعد میں آپ کی وفات ہو گئی۔۔۔ اتنے بڑے نمونہ کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام اپنے دشمنوں سے رواداری کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے زیادہ نابینا اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۲)

۵۔ طے قبیلہ والوں کی معافی

جب طے قبیلہ سے جنگ ہوئی تو کچھ لوگ بطور قیدی پکڑے آئے۔ ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں میں کس کی بیٹی ہوں آپ نے فرمایا کس کی بیٹی ہو اس نے کہا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آیا کرتا تھا یعنی حاتم کی۔ وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو آزاد کر دیا۔ اس کا بھائی گرفتاری کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا۔ آپ نے اسی وقت اسے روپیہ اور سواری دے کر کہا کہ جاکر اپنے بھائی کو بھی لے آؤ چنانچہ وہ جاکر اسے لے آئی۔ اس پر اس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس طرح آپ نے اس کی سفارش پر اس کی ساری قوم کی سزا کو بھی معاف کر دیا (السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۷)

اس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر نہ صرف غیر مذاہب کے لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف کیا بلکہ ان سے تعلق رکھنے والوں سے حسن سلوک کیا۔ اور انہیں اپنے احسانات سے نوازا۔

۶۔ غیروں کے احساسات کی پاسداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مذہبی دشمنوں کے احساسات کا بھی کتنا خیال رکھتے! ان وہ دشمن جنہوں نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو ہر طرح دکھ دئے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیارے وطن مالوف مکہ مکرمہ سے آپکو ہجرت کر جانے پر مجبور کر دیا تھا اُس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے واضح رہے کہ بالعموم دنیا میں یہ طریق ہے کہ جن لوگوں سے جنگ ہوتی ہے نہ صرف یہ کہ ان کے احساسات کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ مفتوح اقوام کو ہر طرح دبانے اور ان کے جذبات کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن آپ نے اس طرح رواج کے خلاف مفتوح دشمن کے جذبات کا خیال رکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں سنئے آپ فرماتے ہیں:-

"متواتر ۲۱ سال مکہ والے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر مظالم کرتے رہے۔ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر ہلاک کیا گیا۔ صحابہ کو رسیوں سے باندھ کر انہیں پتھریلی ریت پر گھسیٹا گیا۔ بھٹیوں سے کوئلے نکال کر ان پر مسلمانوں کو لٹایا گیا بعض مردوں اور عورتوں کی آنکھیں نکال دی گئیں اور یہاں تک ظلم کئے گئے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اور جب مکہ چھوڑ کر

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ
کپڑے کا اعلیٰ مرکز
*بنارسی ساڑھیاں *سوٹ *لہنگا سیٹ *گرم سوٹنگ
اور
ملبوسات ہر قسم
لائل پور کی مشہور قدیمی دکان
مراد کلاتھ ہاؤس
ریل بازار۔ لائل پور
فون نمبر ۲۷۷۷

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیودار، کیل، چیل، پڑتل کیلئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں
سٹار ٹمبر
۵۳ - فیروز پور روڈ - بالمقابل تھانہ اچھرہ — لاہور
فون نمبر: ۴۱۰۶۱۷

کاغذ اور گتہ
بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
پیپر کارنر - گنپت روڈ - لاہور
فون نمبر: ۶۴۵۲۳ / ۵۳۱۱۲ پر تشریف لائیں
ملک عبداللطیف ستکوہی - ملک محمد حنیف
فون نمبر ۲۵۱۶ * فون نمبر ۶۳۰۱۰

آپ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی ان لوگوں نے آپ کو چین نہ لینے دیا۔ وہاں کے لوگوں کو آپ کے خلاف اکسایا۔ قیصر اور کسریٰ کی حکومتوں کو آپ کے خلاف اشتعال دلایا مگر جب ایسی قوم کے خلاف آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ چڑھائی کر کے گئے تو مکہ کے قریب پہنچ کر فوج کے ایک حصہ کے کمانڈر کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا کہ آج مکہ والوں کی خیر نہیں۔ آج ہم ان کے ظلموں کا ان سے انتقام لیں گے اس پر ابوسفیان نے آگے بڑھ کر شکایت کی کہ اس شخص نے ہمارا دل دکھایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی وقت اس شخص کو بلوایا اور فرمایا انہیں معزول کیا جاتا ہے کیونکہ تم نے کفار مکہ کے احساسات کا خیال نہیں رکھا دیکھو ابھی معلوم نہیں کہ مکہ والے کیا رویہ اختیار کریں گے اور لڑائی کا کیا نتیجہ رونما ہو گا۔ مگر مکہ والے کہ ایک ایسے سردار کو جسے یہ حق ساری عمر مسلمانوں سے لڑتا رہا اور کفار کے لشکر کا کمانڈر رہا تھا۔ آپ نے ایک اسلامی کمانڈر کو معزول کر دیا۔ کیا دنیا کی تمام جنگوں کی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ کمانڈر چھوڑ ایک ادنیٰ سپاہی کی مثال بھی نہیں دکھائی جا سکتی کہ ایسے اس نے سزا دی گئی ہو کہ اس نے میدانِ جنگ میں کھڑے ہو کر کہا ہو کہ آج ہم دشمن کی خبر لیں گے اور ان سے ان کے کئے کا مزہ چکھائیں گے"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم ص ۱۲۸)

اللہ کرے کہ اپنے اور بیگانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اُسوۂ حسنہ مذکورہ احکامات و تعلیم اسلام کو ہمیشہ مدنظر رکھیں اور دشمنانِ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر عملی سلوک کی موجودگی میں جو آپ نے غیر مذاہب والوں سے روا رکھا اور اسلام کی تعلیم میں مذہبی رواداری اور مذہب کے معاملہ میں عدم تشدد کی بابت واضح احکام ہوتے ہوئے اسلام پر اس الزام کی جسارت نہ کریں کہ وہ جبر و تلوار کا رہین منت ہے اور غیر مسلموں سے رواداری کا حامی نہیں کیونکہ ایسے الزام سراسر ناانصافی بلکہ صریح ظلم والی بات ہے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(منظوم کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد
وبارک وسلم انک حمید مجید

آپ کی اپنی دکان

ہر قسم کے چاول خریدنے کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ باسمتی۔ سیلا۔ ٹوٹا ہر قسم بازار سے بارعایت ہم سے خریدیئے

میاں محمد یعقوب نصیر احمد کار غلہ بازار لائل پور لائسنس ۱۰۲۰

پبلک پیپر اینڈ بک ایجنسیز (رجسٹرڈ)

بھوانہ بازار۔ لائل پور

فون نمبر ۲۳۱۹

ہر قسم کی سٹیشنری اور کتب کی خرید کیلئے

تشریف لائیں

بنارسی ساڑھیاں

کپڑا۔ غرارہ۔ سوٹ و دیگر ہر قسم گرم شال

آرڈر پر کام تیار ہوتا ہے

ندیم ساڑھی ہاؤس

افغان چوک کچہری بازار لائلپور

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں اور بٹوں نیز کاروں جیپوں کے سائلنسر بکس اور سائلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

میاں بھائی آٹو سٹور (رجسٹرڈ)

۳ منٹگمری روڈ۔ لاہور

انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوک چوبرجی لاہور

فون نمبر سیل ڈپو ۶۳۱۱۳ فیکٹری ۳۶۴۳۶

فون نمبر گھر ۶۰۰۵ ۔ ۵۱۲۱

آپ کا اپنا تھری سٹار ایسنس

روح کیوڑہ

کیلا، سنگترہ، لیمن، بھری، انناس، ونیلا

اپنے شہر کے جنرل مرچنٹ۔ کریانہ مرچنٹ سے طلب کریں

سٹاکسٹ: آر۔ اے سیکو ٹریڈرز

صابن بازار لائل پور۔ فون نمبر ۴۳۱۵

لطیف اینڈ کمپنی

دکان نمبر ۱/۱۱ مکلاتھ مارکیٹ ریل بازار لائلپور

گرم چادریں و لیلن کی چادریں بارعایت خرید کر خدمت کا موقع دیں

جدید فیشن کے مطابق

سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات

اور چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کے لئے

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور

فون نمبر: ۵۲۶۲۲

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے

پاک ٹمبر

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ

راوی روڈ

لاہور

فون نمبر ۶۲۶۱۸

کو ہمیشہ یاد رکھیں

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے

اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن (گورنمنٹ کنٹریکٹر)

۲۶ نیو ٹمبر مارکیٹ

راوی روڈ۔ لاہور پر

تشریف لائیں

فون نمبر ۶۰۲۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

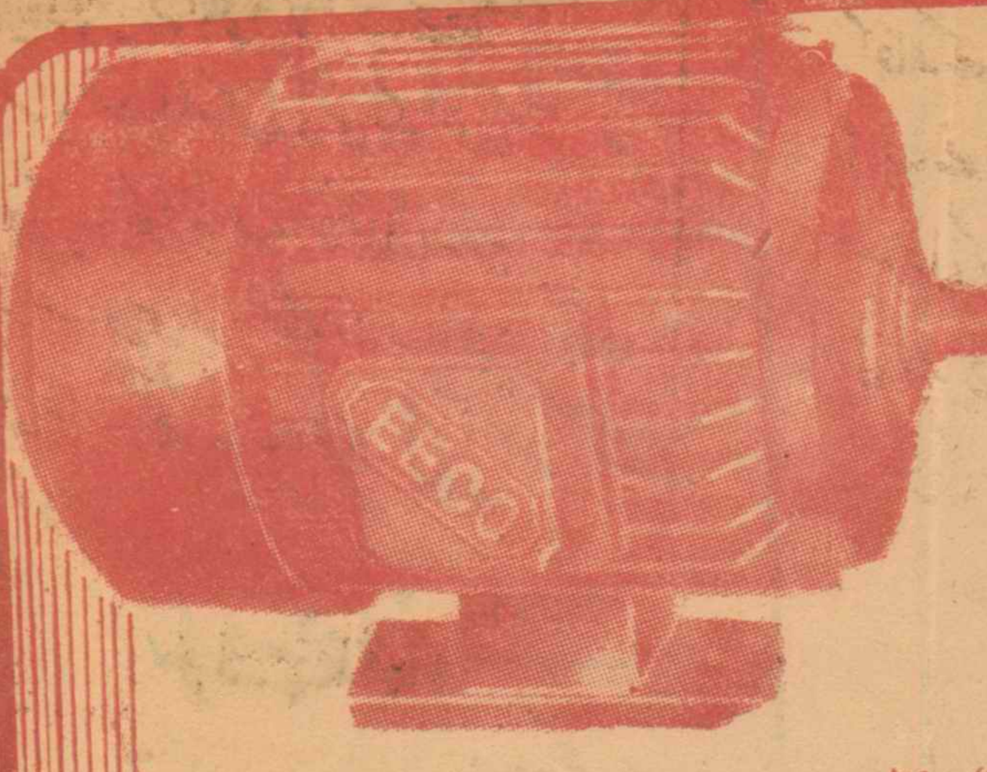

ایکو الیکٹرک موٹرز

½ تا ۲

ہارس پاور

تھری فیسز

امپورٹیڈ میٹریل سے تیار کردہ۔ گارنٹی شدہ۔ خوبصورت صنعتی و زرعی ضروریات کے لئے

قیمت مناسب ـــــ ڈیلرشپ کے لئے رجوع کریں

ایورسٹ الیکٹریکل کمپنی (EECO) سیالکوٹ روڈ۔ گوجرانوالہ فون ۶۱۶۵

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے

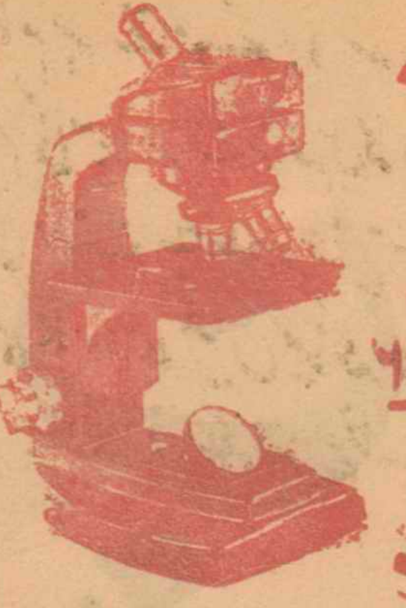

الائیڈ سائنٹیفک سٹور فون ۶۴۵۰

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

معیاری فوٹو کا واحد مرکز

میموریل فوٹو سروس گولبازار۔ ربوہ

ہمارا ماٹو ـــ حمد اور عزم

شعلے ہمارے عزم کو پامال نہ کر سکے

راکھ کے ڈھیر ہمارے لئے مضبوط بنیاد بن گئے

قائم شدہ ۱۹۵۵ء ؛ عزمِ نو ۱۹۷۴ء

رفیق اینڈ برادرز

بس۔ ٹرک۔ ٹریکٹر اور کار کے پُرزہ جات۔ بیرنگ

ہر گاڑی کے ہر سائز میں ریڈی ایٹر جالی

(RADIATOR CORE)

امپورٹرز ـــ پرچون اور تھوک فروش

ڈیلرز ـــ آرسی ڈی RCD بال بیرنگ

رفیق برادرز۔ سعید مارکیٹ۔ سرکلر روڈ۔ لائل پور

فون نمبر دفتر: ۳۶۴۸ ـــ گھر: ۴۲۲۳

انصاف

کمپنی

(رجسٹرڈ)

کمیشن

ایجنٹ

بیج چارہ :-

- لوسن شفتل
- برسیم وغیرہ
- چنے سفید

اور

- مرچ گنری

کی

خرید و فروخت

کیلئے

ہمیں خدمت کا موقع دیں

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی لائل پور

آگیا آگیا تازہ سٹاک

گرم کشمیری شالیں

زنانہ و مردانہ ہر قسم

دُھسّے۔ مرینہ وغیرہ

ریڈی میڈ عوامی سوٹ

زنانہ و مردانہ

کامدار اور پرنٹ قمیضیں

لٹھے کی شلواریں اور پاجامے

کلاتھ مرچنٹ

الفردوس

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

مجید اینڈ کمپنی

فون نمبر:- ۵۸۴۴ ـــ فون نمبر گھر:- ۴۷۱۵

ـــ دکان نمبر ۱۲-۱۳ ـــ

مراد کلاتھ مارکیٹ

ریل بازار لائل پور

گرم چادریں لیلن وغیرہ تھوک ریٹ پر خرید فرمائیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیزان سکواش

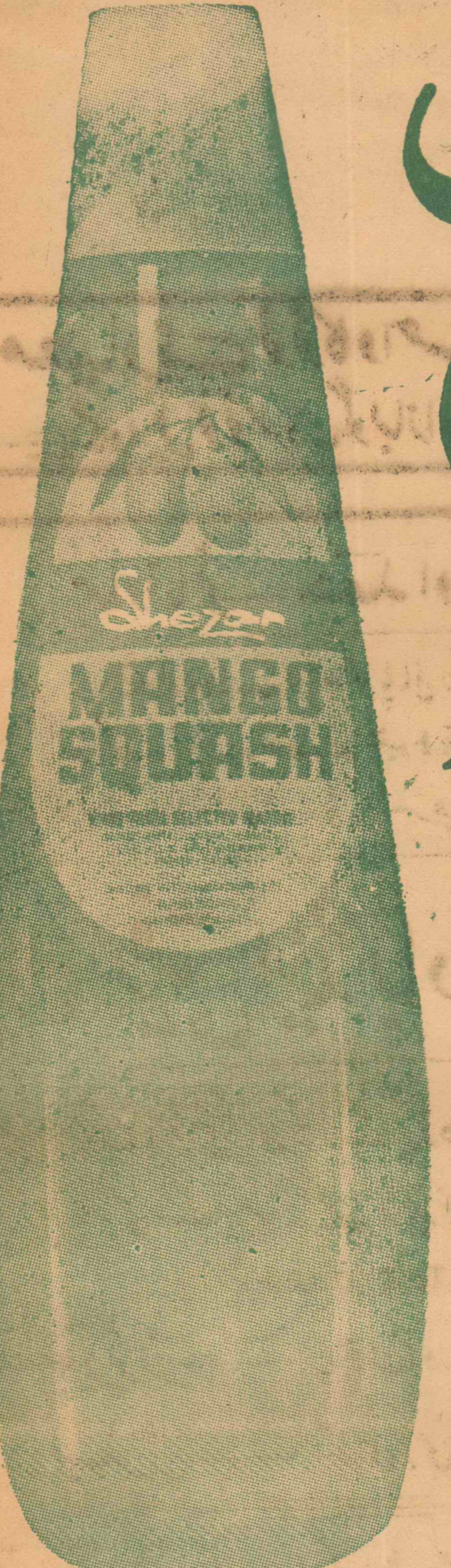

مہمان نوازی اور آپکی خوش ذوقی کے آئینہ دار

★ شیزان کے پانچوں سکواش (مینگو۔انار، سیب، لیمن اور اورنج) مزے میں بہترین ہیں۔

★ شیزان سکواش میں چُنے ہوئے پھل استعمال ہوتے ہیں

★ شیزان کا ہر سکواش لیبارٹری میں جانچ پڑتال کے بعد ہی فروخت کیا جاتا ہے۔

★ شیزان کی تمام مصنوعات ضامن صحت ہیں۔

★ شیزان کو پچھلے پانچ سال میں اپنی مصنوعات پر سب سے زیادہ انعام حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ بند روڈ۔ لاہور

adcom

1934 ∆

زیور کی خرید و فروخت
اور نئے ڈیزائنوں میں بنوانے کیلئے
محمود گولڈ سمتھ
گولبازار ربوہ فون نمبر ۶۸۱
پر تشریف لائیں

شفا میڈیکو

• گذشتہ ۳۰ برس سے مریضوں کی خدمت کے لئے دن رات کھلی رہتی ہے۔
• ہر قسم کی اعلیٰ اور معیاری ادویات جو کہ شک و شبہ سے بالاتر ہیں کا پورا سٹاک موجود رہتا ہے۔
• ڈاکٹری نسخہ جات بنانے کے لئے مکمل ڈسپنسری۔
• نہایت خلیق، متحمل مزاج اور وسیع تجربہ رکھنے والا عملہ آپ کی تشریف آوری کا ہر وقت منتظر رہتا ہے۔

شفا میڈیکو
چوک میو ہسپتال لاہور فون ۶۳۶۹۳

احمدی بھائیوں کی اپنی دکان
نیو پاک جیولرز
۱۲ ذیلدار روڈ۔ اچھرہ۔ لاہور
فون: ۴۱۰۹۷۴
ہر قسم کے خالص سونے و چاندی کے مضبوط و پائیدار زیورات بنانے کا
—— واحد مرکز ——
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کی
دیدہ زیب انگوٹھیاں اور سندھی و فیشنی کوکے ہر وقت دستیاب ہیں
پروپرائٹر
میاں عظیم قادر اینڈ سنز

سونے اور چاندی کے اعلیٰ ٥ معیاری ٥ عروسی زیورات
—— نیز ——
مغلیہ دور کے کندن کے اعلیٰ ڈیزائن بنانے کے لئے
نیو راحت علی جیولرز
غلام احمد اینڈ برادرز۔ اکبر بازار شیخوپورہ۔ فون نمبر ۳۶۸۱
—— گو یاد رکھیں ——

سونے اور چاندی کے زیورات
کی
خرید و فروخت کا اعلیٰ مرکز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالسلام عبدالمنان ناصر
عقب جمال بیکری۔ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۵۵۰

خالص شہد
دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ